

قَالَ تَعَالَى يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ الْاِي  
مصدق آیت بالا حق تعالی تک پہنچنے کا سہل اور سیدھا راستہ بتا رہا  
مفید رسالہ مسمی بہ

# تسہیل قصدریل

مع پنج رسائل

یعنی السبیل لعا بری السبیل و تسہیل رسالہ الیم فی السہیل رسالہ  
الظلم فی السم و بعضی آداب شیخ و بعضی آداب معاشرت

ملقب بہ

# لطائف

جس میں اکثر حکیم الامتہ مجدد الملتہ محی الطریقہ حضرت مرشدنا و مولانا  
الشاہ محمد اشرف علی صاحب چشتی قدس سرہ کے افادات ہیں  
جیسا کہ تمہید سے واضح ہے

# تہلیل قصہ السبیل

بجارت مولانا شاہ لطف رسول صاحب  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعریف کے لائق اللہ تعالیٰ ہے جو بڑا مالک ہے اور اسی کی طرف (دین کے) سیدھے راستہ کی انتہا ہے اور درود و سلام ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو جن کی براہِ کمالات میں کوئی دوسرا نہیں اور وہ اس راستہ کے بہترین رہبر ہیں اور آپ کی اولاد اور اصحاب سب پر بھی درود و سلام ہو جنہوں نے اپنی جان و مال سقوڑا ہو تو بہت ہو تو سب اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالا اور جو آیتوں اور حدیثوں کے پہچاننے والے ہیں جن سے مسلمانوں کو عزت اور کافروں کو ذلت نصیب ہوئی۔

اما بعد جاننا چاہیے کہ اس کتاب میں ہم سقوڑی سی ضروری باتیں فقیری کے بیان میں رکھتے ہیں اور ہر بات کے شروع میں لفظ ہدایت لکھیں گے اور ان باتوں کے رکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اکثر لوگوں کو فقیری کا شوق ہوتا ہے لیکن بعض لوگ تو راستہ نہ جاننے سے غلطی اور گمراہی میں پھنس جاتے ہیں اور بعض لوگ اگرچہ غلطی (گمراہی) میں نہیں پھنستے لیکن مقصود کے نہ جاننے سے ان کا وہی حال ہوتا ہے جس کا بیان ان شعروں میں ہے ۵

یک سبد پُر نان تیرا برفرق ہر تو بھی جوئی لب نان در بدر

تا بزانوئے میانے جوئے آب و زرع طش و زرع گشت ہستی خراب

معنی ان شعروں کے یہ ہیں کہ ایک ٹوکرا روٹیوں سے سمیڑا ہوا ہو تو تیرے سر پر رکھا ہوا ہے اور تیرا حال یہ ہے کہ ایک ٹکڑا روٹی کا در در مانگتا پھرتا ہے اور گھٹنے تک تو تو پانی کی نہر میں کھڑا ہے مگر تیرا حال یہ ہے کہ بھوک اور پیاس سے تباہ ہو رہا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ یہ بات آسان طریقہ سے بتلا دی جائے

لے یعنی جب آدمی مقصود کو نہیں جانتا تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مقصود حاصل ہو گیا مگر وہ

سمجھتا ہے کہ مقصود حاصل نہیں ہوا اس لئے پریشان ہوتا ہے ۱۲ لطف رسول

کہ فقیری کا راستہ کیا ہے اور فقیری میں کس بات کا حاصل ہونا مقصود ہے اس کتاب کے لکھنے سے پہلے بھی بعض صاحبوں نے اس کی فزائش کی تھی اگر اس وقت یہ صورت جو اس کتاب کی ہے مبرے خیال میں نہ آئی تھی اس لئے عذر کر دیا گیا اب اس کے لکھنے کا وقت آگیا ان باتوں کو میں نے جہاں سے لیا ہے وہ یہ ہیں قرآن شریف حدیث شریف فقیری کے جو بڑے بڑے جاننے والے بزرگ گزرے ہیں ان کی چچی ہوئی باتیں اپنے بزرگوں سے جو باتیں سنیں وہ باتیں جو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈال دیں اگرچہ اس ڈر سے کہ کتاب بڑی نہ ہو چلے ہر بات کی دلیل بیان نہیں کی۔ اب میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جیسا اس کتاب کا نام ہے جس کے معنی ہیں اللہ تک پہنچنے کا سیدھا راستہ۔ اسی طرح اس کتاب کو اللہ تک پہنچنے کا سبب بنا دیں یعنی جو اس کتاب پر عمل کرے اللہ تک پہنچ جائے اور مجھ آوارہ کو بھی ٹھکانے چھ لگا دیں اور یہ اللہ تعالیٰ کو کچھ مشکل نہیں۔

ہدایت پہلی : فقیری اس کو کہتے ہیں کہ اپنے ظاہر اور باطن کو آراستہ کرے، ظاہر کو ان عملوں سے جو جسم کے ظاہری اعضاء سے کئے جاتے ہیں اور ان کا کرنا ضروری ہے جیسے نماز روزہ وغیرہ اور دل کو سچے عقیدوں اور نیک عادتوں سے جیسے اخلاص یعنی دین کے کام اللہ کی رضا مندی کے لئے کرنا لوگوں کو دکھلانے کے لئے نہ کرنا اور شکر یعنی اللہ تعالیٰ کا احسان ماننا اور صبر یعنی مصیبت کے وقت شکوہ نہ کرنا۔ اور زہد یعنی دنیا سے بے رغبت ہونا اور تواضع یعنی اپنے کو بڑا نہ سمجھنا۔ یہ اوصاف حاصل کرے فقیری کا ایک درجہ تو یہ ہے اور دوسرا درجہ یہ ہے کہ ان مذکورہ باتوں کے ساتھ ظاہر کو نفل عبادتوں میں اور باطن یعنی دل کو اللہ کی یاد میں ہمیشہ مشغول رکھے، کسی دم غافل نہ ہو پہلے درجہ کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس درجہ کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے اس لئے ان دو چیزوں کا اہتمام

علیٰ اس درجہ کا نام ولایت عامہ ہے اور یہ درجہ ولایت کا ہر مفسدانِ سخی کو حاصل ہوتا ہے ۱۲ نطف،  
عنه اسی درجہ کا نام ولایت خاصہ ہے اور یہ درجہ ولایت کا صرف بزرگوں کو ہی حاصل ہوتا ہے۔  
۱۳ اسی کو نسبت کہتے ہیں۔

کرنے کا بھی ضروری ہے ایک بقدر ضرورت علم دین کی کھانا خواہ پڑھ کر ہو خواہ عالموں سے منسلک ہو چھ کر اور اگر پڑھے تو چاہے عربی پڑھے چاہے فارسی کتابیں مسئلوں کی پڑھ لے چاہے اردو کتابیں مسئلوں کی پڑھ لے۔ اس احقر نے ایک کتاب بہشتی زیور شائع کرائی ہے اور کتاب صفائی معاملات اور تعمیر باب مفتاح الجنۃ کا یہ دین کی روزمرہ کی ضرورتوں کے لئے کافی ہیں دوسرے جو مسئلے سیکھے ان پر عمل کرنے کا پسند ارادہ کرنا تاکہ نفس کی خواہشیں اور لوگوں کی ملامت عمل سے مانع نہ ہو یہ تو پہلے درجہ کا بیان ہوا اور دوسرا درجہ مستحب ہے اور لوگ اسی کو فقیری کہتے ہیں لیکن اگر اس دوسرے درجہ میں مشغول ہونے کے سبب پہلے درجہ کی باتوں میں سے کوئی ضروری بات چھوٹ جائے یا ان میں کسی قسم کا نقصان پڑ جائے تو پھر اس درجہ میں مشغول ہونا منع اور ناجائز ہوگا جیسے بعض جاہل کرتے ہیں کہ بیوی بچوں کو چھوڑ کر درویشی کا دم بھرتے ہیں۔

ہدایت دوسری: طریقہ درویشی میں قدم رکھنے کا یہ ہے کہ پہلے سب گناہوں سے پوری طرح توبہ کر لے اور اگر کوئی عبادت جو اس کے ذمہ واجب تھی جیسے نماز روزہ وغیرہ چھوٹ گئی ہو تو اس کو قصداً کرنا شروع کر دے اور اگر لوگوں کے اس کے ذمہ کچھ حق ہوں تو ان کے ادا کرنے کی فکر میں لگ جائے یا حق والوں سے معاف کر لے کیونکہ بدو ان کے حق والوں کے حق سے ہلکا ہو اگر عمر بھر بھی محنت و مشقت کرے گا ہرگز ہرگز اللہ تک نہ پہنچے گا پھر توبہ کرنے کے ساتھ یہ بھی ارادہ رکھے کہ اللہ و رسول کا حکم ماننے میں چلے جتنی اپنے آپ کو تکلیف ہو اور چاہے جتنا بڑا مال کا یا جان کا نقصان ہو جاوے اور چاہے کوئی دنیوی فائدہ جاتا ہے اور چاہے جتنی لوگ الامت کریں سب گواہیں گے مگر اللہ اور رسول کی فرماں برداری نہ چھوڑے گی اگر اتنی محنت نہیں ہے تو وہ اللہ کا طالب نہیں ہے۔ اللہ کے طالب کی تو یہ حالت ہوتی ہے۔

بے زرد گنج لصد حشمت فاروں باش  
شرط اول قدم آلت کہ مجنوں باش

لے دل آں یہ کہ خراب از می کلگوں باش  
در در منزل یلی کہ خطر ہاست بجاں



مطلب ان شعروں کا یہ ہے کہ اے دل مصلحت یہ ہے کہ شراب محبت پیکر  
 بخود ہو جائے اور بے روپے پیسے کے قارون کی برابر ہو کر رہے اور غیب کے راستہ  
 میں جس میں جان کے بڑے بڑے خطرے ہیں اس میں قدم رکھنے کی سب سے پہلی شرط یہ  
 ہے کہ دیوانہ ہو جائے جب گناہوں سے پوری طرح توبہ کر لے اور یہ پکا ارادہ ہو جاوے  
 کہ اب اللہ اور رسول کی فرمانبرداری نہ چھوڑے گا تو اس وقت دین کا علم ضرورت  
 کے موافق سیکھے اور طریقہ علم دین سیکھنے کا پہلی ہدایت میں ہو چکا ہے۔ پھر پیر کامل  
 کی تلاش میں لگے جس کی پہچان آگے آتی ہے۔

ہدایت تیسری: پیر کامل وہ ہے جس میں بیباکی موجود ہوں (۱) ضرورت کے  
 موافق دین کا علم اس کو ہو (۲) عقیدے اور عمل اور عادتیں اس کی شرع کے موافق ہوں،  
 (۳) دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو کامل ہونے کا دعویٰ نہ کرتا ہو کہ یہ بھی دنیا کی ایک شاخ ہے  
 (۴) کسی کامل پیر کے پاس کچھ دلوں تک رہا ہو (۵) اس کے زمانے میں جو عالم اور  
 درویش منصف مزاج ہوں وہ اس کو اچھا سمجھتے ہوں (۶) عام لوگوں کی نسبت خاص لوگ  
 یعنی جو لوگ سمجھدار اور دیندار ہیں وہ اس کے زیادہ معتقد ہوں (۷) اس کے جو مرید  
 ہیں ان میں اکثر کا یہ حال ہو کہ شرع کے پابند ہوں اور دنیا کی طمع ان کو نہ ہو (۸) وہ پیر  
 اپنے مریدوں کی تعلیم جی سے کرتا ہو اور چاہتا ہو کہ یہ درست ہو جاویں اور اگر مریدوں  
 کی کوئی بری بات دیکھتا ہو یا سنتا ہو تو ان کو روک ٹوک کرتا ہو یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو  
 اس کی مرضی پر چھوڑ دے (۹) اس کے پاس چند روز بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور  
 اللہ کی محبت میں زیادتی معلوم ہوتی ہو (۱۰) خود بھی وہ ذکر و شغل کرتا ہو کیونکہ  
 بدون عمل کے پختہ ارادہ کئے ہوئے تعلیم میں فائدہ نہیں ہوتا جس شخص میں یہ نشانیاں  
 موجود ہوں پھر یہ نہ دیکھے کہ اس سے کوئی کرامت بھی ہوتی ہے یا نہیں یا پوشیدہ یا  
 آئندہ ہونے والی باتیں اس کو معلوم ہوتی ہیں یا نہیں۔ یا یہ جو دعا کرتا ہے وہ قبول  
 ہو جاتی ہے یا نہیں یا یہ اپنی باطنی قوت سے کچھ کام کر دیتا ہے یا نہیں کیونکہ یہ باتیں  
 پیر یا دلی کے لئے ہونا ضروری نہیں۔ اسی طرح یہ نہ دیکھے کہ اس کی توجہ سے لوگ تڑپنے

لگتے ہیں یا نہیں کیونکہ یہ بزرگی کے لئے ضروری نہیں۔ اصل میں اس قسم کا اثر نفس کے متعلق ہے جو مشق کرنے سے بڑھ جاتا ہے۔ جو شخص پرہیزگار بھی نہیں بلکہ جو مسلمان بھی نہیں وہ بھی کر سکتا ہے اور اس توجہ دینے سے کچھ زیادہ نفع بھی نہیں ہوتا کیونکہ توجہ کا اثر باقی نہیں رہا کرتا۔ بس توجہ کا اتنا فائدہ ہے کہ جو مرید ایسا ہو کہ اس میں ذکر کا اثر بالکل نہ ہوتا ہو اس کو پیر چند روز تک توجہ دے تو اس میں توجہ سے ذکر کا اثر ہونے لگتا ہے۔ یہ نہیں کہ خواہ مخواہ لوٹ پوٹ ہی ہو جائے۔

ہدایت چوتھی، جب پیر کامل مل جائے اور اس سے مرید ہونے کا ارادہ کرے تو پہلے یہ سمجھ لے کہ مرید ہونے سے غرض کیا ہے کیونکہ مرید ہونے سے لوگوں کی بہت سی غریب ہوتی ہیں۔ کوئی تو یہ چاہتا ہے کہ ہم کرامت والے ہو جاویں اور ہم کو کشف سے وہ باتیں معلوم ہو جائیں جو اوروں کو معلوم نہیں ہوتی ہیں۔ سوتیسری ہدایت میں ابھی تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ خود پیر ہی میں یہ ہونا ضروری نہیں کہ اس سے کرامتیں ہوں اس کو کشف سے ایسی باتیں معلوم ہو جائیں جو اوروں کو معلوم نہیں ہوتی ہیں تو بیچارہ مرید اس کی کیا ہوس کرے گا۔ کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مرید ہونے سے پیر صاحب بخشش کے ذمہ دار ہو جاویں گے قیامت میں دوزخ میں نہ جانے دیں گے خواہ کیسے ہی بُرے کام کرتے رہیں یہ بھی محض غلط ہے۔ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا ”یا فاطمۃ النذی نفسک من النار“ اے فاطمہ اپنے کو دوزخ سے بچاؤ یعنی عمل کر دو کوئی یہ سمجھتا ہے کہ پیر صاحب ایک نگاہ میں کامل کر دیں گے ہم کو نہ محنت کرنا پڑے گی نہ گناہ چھوڑنے کا ارادہ کرنا پڑے گا۔ اگر اسی طرح کام بن جاتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو کچھ بھی نہ کرنا پڑتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون کامل ہو گا۔ گو کہیں بطور کرامت کے ایسا بھی ہو گیا ہے کہ کسی بزرگ نے ایک نگاہ میں کامل کر دیا۔ لیکن کرامت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ ہو کرے اور نہ یہ ضروری ہے کہ ہر دلی سے کرامت ہو کرے اس بھروسے پر رہنا بڑی غلطی کی بات ہے کوئی یہ چاہتا ہے کہ خوب جوش و خروش

دشورس و مستی پیدا ہو خوب نعرے لگایا کریں۔ گناہ آپ سے آپ جھوٹ جاویں گناہ کی خواہش مٹ جائے نیک کاموں کا ارادہ ہی نہ کرنا پڑے آپ سے آپ ہو جایا کریں دل کے دوسرے اور خطرے سب مٹ جاویں۔ بس ایک بے خبری کی کیفیت رہا کرے یہ خیال پہلے سب خیالوں سے اچھا سمجھا جاتا ہے لیکن سبب اس کا ناواقفیت ہے یہ سب باتیں کیفیات اور حالات کہلاتی ہیں اور حالات کا پیدا ہونا آدمی کے اختیار سے باہر ہے اور حالات اگرچہ بہت عمدہ چیز ہیں مگر مقصود نہیں۔ مقصود وہی چیز ہو سکتی ہے جس کا حاصل کرنا اختیار میں ہو غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی خواہشوں میں نفس کا چھپا ہوا لکڑی ہے وہ بیکہ نفس آرام اور مزہ اور ناموری چاہتا ہے ان کیفیوں میں یہ سب باتیں حاصل ہیں جو شخص اللہ کی رضامندی کا طالب ہو گا جس کے متعلق آگے بیان آتا ہے کہ درویشی سے مقصود یہی اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے ایسے شخص کو ان خواہشوں سے کیا تعلق وہ تو اپنی حالت ایسی رکھے گا جیسے گویا یوں کہہ رہا ہے فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب کہ حیف باشد از وغیرہ و متمنائے

یعنی جس کو تم فراق سمجھتے ہو اور جس کو وصال سمجھتے ہو یہ دونوں برابر ہیں اصل چیز اس کی رضامندی ہے اللہ تعالیٰ سے اللہ کے سوا دوسری چیز چاہنا افسوس کے قابل بات ہے۔ روز ہا گرفت گور و پاک نیست تو بہا لے آئے کہ جز تو پاک نیست یعنی کیفیتیں اور حالات اگر جلتے رہے تو کوئی افسوس کی بات نہیں اللہ تعالیٰ رہنا چاہیے جس کی برابر کوئی چیز پاک نہیں ہے

بس زبوں دوسرے باشی دلا گر طرب را باز دانی از بلا ! یعنی لے دل تو ابھی خیال فاسد ہی میں مغلوب ہے اگر تو راحت اور مصیبت میں فرق سمجھے پھر یہ کہ ایسا شخص دو قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ کیفیتیں یا حاصل مہل کی یا نہیں اگر حاصل ہو گئیں تب تو بوجہ اس کے کہ شخص اسی کو درویشی سمجھتا تھا، اپنے کو کامل سمجھنے لگتا ہے اور ان ہی کیفیات پر بس کر کے پرہیزگاری اور عبادات سے بے فکر ہو جاتا ہے اور عبادات کی ضرورت اپنے لئے نہیں سمجھتا،

یا کہ سے کم عبادات کو بے قدر ضرور سمجھے لگتا ہے اور اگر حاصل نہ ہو میں تو غم میں مرنے  
گھٹنے لگتا ہے، اور کچھ اسی کی خصوصیت نہیں بلکہ جو شخص بھی ایسی باتوں کی خواہش  
کے گا جو اختیار سے باہر میں غم اور پریشانی میں مبتلا رہے گا۔ کوئی سمجھتا ہے کہ پیر  
صاحب کے پاس عمل بڑے بڑے اچھے ہیں جب ضرورت ہوگی ان سے تعویذ گزرتے  
لے لیا کریں گے۔ یا پیر صاحب کی دعا بہت قبول ہوتی ہے مقدموں میں اور دنیا کی  
ضرورتوں میں ان سے دعا کر لیا کریں گے اور سب کام ہماری مرضی کے موافق ہو جایا کریں گے  
گو یا ساری خدائی پیر صاحب کے قبضہ میں ہے، یا ہم ان سے ایسی چیز سیکھ لیں گے کہ ہم  
برکت والے ہو جاویں گے کہ ہماری دم کرینے اور ہاتھ پھیر دینے سے بیمار اچھے ہو جاویں گے بلکہ  
ایسے لوگ بزرگی ان ہی عملوں کو اور ان کے اثر کو سمجھتے ہیں۔ چونکہ ان عملوں کو بزرگی سے  
کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ نیت بالکل دنیا ہی کا چاہتا ہے اس لئے غلطی در غلط ہے،  
کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ذکر و شغل کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ کچھ روشنی دکھائی پڑے گی یا کوئی  
آواز سنائی دے گی یہ بھی بالکل غلط خیال اور نا سمجھی ہے کیونکہ اول تو یہ ضروری  
نہیں کہ ذکر اور شغل کرنے سے روشنی معلوم ہو یا آواز سنائی دے اور نہ ذکر و شغل کرنے  
سے روشنی وغیرہ کا دکھلائی پڑنا مقصود ہے۔ دوسرے ذکر و شغل کرنے سے جو روشنی  
نظر آئے یا جو رنگ دکھلائی دے یا جو آواز سنائی دے بعض دفعہ یہ ذکر و شغل کر نیوالے  
کے دماغ کا فعل ہوتا ہے غیب کی کوئی چیز نہیں ہوتی، تیسرے اگر مان بھی لیا جائے  
کہ غیب کی چیز دکھلائی پڑی یا غیب کی آواز سنائی پڑی تو اس سے کیا فائدہ ہو غیب  
کی آواز معلوم ہو جانے سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل نہیں ہو جاتی اللہ تعالیٰ کی نزدیکی  
تو اس کی عبادت اور فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہے۔ بعض دفعہ شیطانوں کو فرشتے  
دکھلائی دیتے ہیں، مگر وہ شیطان کے شیطان رہتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ  
مرنے کے بعد کافروں کو غیب کی بہت سی باتیں معلوم ہو جاویں گی، تو جو بات کافر کو  
بھی معلوم ہو جائے اگر وہ بات حاصل ہو گئی تو کیا کمال ہو گا جب یہ بات معلوم ہوئی  
کہ جتنی باتیں مذکور ہوئیں مقصود درویشی سے ان میں سے کسی کا حاصل ہونا بھی



نہیں اس لئے ان سب خیالوں کو دل سے نکال کر صلی غرض اور مقصود درویشی سے اللہ کی رضا مندی سمجھے جس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب حکموں کو بجا لائے اور ذکر باندی سے کرے پیر یہی بتلاتا ہے اور مرید اسی پر عمل کرتا ہے اگرچہ کوئی کیفیت معلوم نہ ہو اور نہ کوئی کمال اس کے خیال میں حاصل ہو۔ تب بھی آخرت میں ذکر اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے بجالانے کا فائدہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے

عہ اگر کسی پر شبہ ہو کہ جتنے دین کے کام ہیں سب سے غرض اور مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو اور دوزخ سے نجات اور جنت نصیب ہو پھر بھی کوئی یہ نہیں کہتا کہ چاہے کوئی فائدہ حاصل ہو یا نہ ہو مقصود تو رضائے الہی ہے وہ آخرت میں حاصل ہوگی مثلاً علم پڑھنے سے غرض یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہو کوئی فائدہ مقصود نہیں لیکن اگر کتاب سمجھ میں نہ آوے اور لیاقت نہ پیدا ہو تو طالب علم سے یہ نہیں کہا جاتا کہ مقصود تو رضا الہی ہے چاہے کتاب سمجھ میں آوے چاہے نہ آوے لیاقت پیدا ہو یا نہ ہو آخرت میں اس کا ثمر ضرور ملے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہوگی اسی طرح مقصود درویشی سے یہ ہے کہ دنیا کی محبت دل سے دور ہو اور اللہ کی یاد حاصل کرنے سے غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہو جنت نصیب ہو دوزخ سے نجات ہو تو اگرچہ کوئی کیفیت معلوم نہ ہو اور نہ کوئی کمال اس کے رسم میں حاصل ہو تب بھی آخرت میں ذکر اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے بجالانے کا فائدہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے ظاہر ہوگا انجواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اس عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ غفلت چاہے دور ہو چاہے دور نہ ہو اور اللہ کی یاد جس کو صوفی لوگ نسبت کہتے ہیں چاہے حاصل ہو جائے نہ ہو مگر سمجھے کہ مقصود حاصل ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی یاد ہونے کے بعد اور مذکورہ میں کسی امر کو مقصود نہ سمجھے مگر اللہ کی یاد وغیرہ سے اللہ کی رضا مندی کو مقصود جانے جس طرح علم سے مقصود رضا مندی اللہ کی ہے کوئی اور چیز دنیوی کا حاصل ہونا مقصود نہیں کیونکہ اللہ کی یاد کا خیال کرنا تو درویشی کا ایک جزو ہے جیسا کہ شروع کتاب میں کہا گیا ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ ان مذکورہ باتوں کے ساتھ فعل عبادتوں میں اور ہر دم خلک یا د میں بھی کسی دم غافل نہ ہو اور آگے چھٹی ہدایت میں آوے گا اور اگر ایک مدت تک ذکر کرنے سے دل میں سبکدوشی پیدا نہ ہو تو مناسب ہے کہ کوئی شغل بھی کر لیا جائے اور اسی ہدایت میں ہے کہ جب تک اس شخص کو جس کا ذکر ہو رہا ہے کسی قدر مضبوطی کے ساتھ نسبت باطنی حاصل نہ ہو جلد اس وقت تک لوگوں کو نفع پہنچانے میں مشغول ہو ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مطلب نہیں

ظاہر ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے جنت میں داخل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو گا اور رخ سے بچے گا اور حقیقت پیری مریدی کی یہی ہے کہ پیر وعدہ کرتا ہے ذکر اور اللہ کے حکموں کے بتلانے کا اور مرید اقرار کرتا ہے کہ پیر جو بتلا دے گا اس پر عمل ضرور کر لے گا اور اگرچہ پیر کی طرف سے یہ تعلیم اور مرید کی طرف سے پیر کے بتلائے ہوئے پر عمل بدون ان خاص طریقہ کے بھی ہو سکتا ہے کہ جس طریقہ سے مرید ہونے کا دستور ہے لیکن اس خاص طریقہ سے مرید ہونے میں یہ خاصیت ہے کہ پیر کی توجہ مرید پر زیادہ ہو جاتی ہے اور مرید کو پیر کا کہنا ماننے کا زیادہ خیال ہو جاتا ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ ایک ہی پیر کیسے اور اپنے پیر کو اس زمانہ کے سب بزرگوں سے اچھا سمجھے اس کی مصلحت فقط یہی ہے کہ اس صورت میں دونوں طرف سے تعلق بڑھ جاتا ہے۔ رہا ہاتھ میں ہاتھ لینا یا کوئی کپڑا وغیرہ عورت کو پکڑا دینا جبکہ وہ پاس ہو یہ بزرگوں کی ایک نیک رسم ہے اس اقرار کی مضبوطی کے واسطے جو کہ پیر اور مرید میں ہوتا ہے باقی یہ اقرار دونوں طرف سے بدون اس کے بھی ہو سکتا ہے اسی وجہ سے جو شخص دور سے مرید ہونا چاہیے اس کو بدن ہاتھ پر ہاتھ رکھے مرید کر لیتے ہیں اور حدیثوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ میں ہاتھ دینے کا طریقہ اچھا ہے چنانچہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب بیعت فرماتے تھے تو مریدوں کا ہاتھ اپنے دست مبارک سے پکڑ کر بیعت فرماتے تھے اور کپڑے وغیرہ کو پکڑا دینا یہ بجائے ہاتھ پکڑنے کے ہے۔

ہدایت پانچویں جب تک کہ اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ درویشی کا راستہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰ آگے : جو شبہ کرنے والے نے سمجھا ہے ۱۲ بظن اور ان کیفیتوں کا حاصل نہ ہونا بعض کے اعتبار سے ہے ورنہ اکثر تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہوتا ہے اور شاید ہی کوئی باخبر محنت اور مشقت کے محروم رہتا ہو۔ چنانچہ اسی ہدایت میں ہے اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا اس کے دل میں عجیب عجیب طرح کے علم اور معرفت کی باتیں جن کے بارہ میں مولا تاروی فرماتے ہیں پیدا ہوں گے الی قول اور ان باتوں کو حالات کہتے ہیں ۱۲ لطف

کے حکموں کو پوری طرح بجالائے اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہو اس سے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہو گا کہ یہ طریقہ شریعت کے خلاف نہیں ہے پس یہ جو جاہل لوگ کہتے ہیں کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے اور مطلب اس کا یہ لیتے ہیں کہ شریعت طریقت کے خلاف ہے۔ یہ بالکل غلط اور گمراہی ہے اور اگر کسی معتبر بزرگ کی عبارت سے اس کا دھوکا اور شبہ ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ اور ہونے کے دو مطلب ہیں ایک مطلب تو اور ہونے کا یہ ہے کہ یہ چیزیں وہ ہیں کہ ایک نہیں دوسرا مطلب اور ہونے کا یہ ہوتا ہے کہ ایک چیز دوسری چیز کے خلاف ہے جیسے کہ کہا جاوے اسلام اور ہے اور کفر اور ہے اس کا یہ مطلب ہو گا کہ اسلام کفر کے اور کفر اسلام کے خلاف ہے یعنی ایک چیز کو اگر اسلام کا قانون حرام بتلانا ہے تو مذہب کفر اس کو حلال کہتا ہے۔ اور مذہب کفر میں اگر ایک چیز حرام ہے تو اسلام میں وہ چیز حلال ہے خلاف اس کے اسلامی احکام جو بہت سے ہیں وہ آپس میں ان معنی کے اعتبار سے الگ الگ نہیں الگ الگ ہیں اس معنی کے اعتبار سے الگ الگ ہیں کہ وہ سب احکام ایک نہیں بلکہ کئی ہیں مثلاً نماز کے احکام اور ہیں اور زکوٰۃ کے احکام اور ہیں لیکن ایسا نہیں ہے کہ ایک چیز کو نماز کے بیان میں جائز لکھا ہو اور زکوٰۃ کے بیان میں ناجائز یا اس کا الٹا ہو کہ نماز کے بیان میں ایک چیز کو حرام لکھا ہو اور زکوٰۃ کے بیان میں اس کو حلال کہا ہو۔ پس شریعت اور طریقت کو اور کہنا یہ مطلب لے کر کہ دوسرے کے خلاف ہے تو سراسر بد دینی اور گمراہی ہے جیسا کہ بعض جاہل سمجھتے ہیں کہ فلاں بات اگرچہ شریعت میں ناجائز ہے مگر فقیہی میں جائز ہے۔ نعوذ باللہ منہ العتہ اور کہنا اس مطلب سے کہ شریعت اور طریقت دو چیزیں ہیں۔ یہ ایک صورت سے صحیح ہو سکتا ہے وہ یہ کہ شریعت خاص ان حکموں کو کہا جائے جو بدن کے ظاہری اعضاء یعنی ہاتھ زبان کان وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ۔ اور طریقت خاص ان حکموں کو کہا جائے جو دل سے تعلق رکھتے ہیں جیسے صبر شکر توکل محبت الہی تو اس صورت میں یہ طریقت کا اپنے سمجھنے کے لئے ایک نیا نام ہو گا۔ اور یہ نام رکھنے کا ہر شخص کو اختیار ہے یہ کوئی جھگڑے کی بات نہیں اب کنز و ہدایہ وغیرہ جو

فقہ کی کتابیں ہیں ان میں جو مسئلے لکھے ہیں ان کو شریعت کے مسئلے اور احیاء العلوم اور عوارف المعارف وغیرہ جن میں درویشی کی باتیں لکھی ہیں ان کو تصوف اور طریقت کے مسئلے کہنا صحیح ہوگا اور دونوں قسم کی کتابوں میں وہی فرق ہوگا جو نماز کے مسئلوں اور زکوٰۃ کے مسئلوں میں فرق ہے سو اس معنی کے اعتبار سے شریعت و طریقت کے الگ الگ اور اور ہونے کا کسی کو انکار نہیں ہے انکار تو اس بات کا ہے کہ طریقت کی باتیں شریعت کے حکموں کے خلاف مانی جائیں اور اگر شریعت کے ایسے معنی لئے جائیں جس کے اعتبار سے اس میں سب احکام داخل ہوں۔ چنانچہ فقہ کے معنی عالموں نے ایسے ہی بیان کئے ہیں جو سب ظاہری اور باطنی حکموں میں شامل ہیں یعنی یہ کہا ہے کہ فقہ ان سب باتوں کے جاننے کا نام ہے جن کے کرنے سے آخرت میں ثواب ہو یا عذاب اور طریقت و تصوف کے ایک محنی کہے جا دیں جس کا بیان ہدایتِ ادل میں آچکا ہے کہ درویشی سب حکموں کو بجالانا ہے چاہے ظاہری حکم ہو مثل نماز روزہ کے اور چاہے باطنی حکم ہو مثل صبر و شکر وغیرہ کے تو دونوں کو الگ الگ کہنا کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ شریعت اور طریقت کے ایک ہی معنی ہوئے صرف ایک چیز کے نام دے دیے گئے اور جس نے یہ کہا ہے کہ ع درکنز و ہدایتِ یاقوت خدا را

یعنی کنز و ہدایت یہ فقہ کی کتابوں سے اللہ نہیں مل سکتا اور اس کا کہنا اس پہلے معنی کی بنا پر ہے کہ شریعت احکام ظاہری کو اور طریقت احکام باطنی کو جو دل سے متعلق ہیں ان کو کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو خدا کے احکام دل کی درستی کے لئے ہیں وہ ان کتابوں میں نہیں ہیں۔

ہدایتِ صحیحہ نامی جبکہ مرید موافق ہدایتِ چوہی اور ہدایتِ پانچویں کے اپنی نیت درست کرے تو اس کو چاہیے کہ اگر مرید ہونے کے بعد فرصت ملے تو چند دن اپنے پیر کے پاس رہے اور اگر اس کی نوبت نہ آئے تو دور ہی سے اس کی تعلیم پر عمل کرے بلکہ اگر مرید ہونے کے لئے سبھی پیر کی خدمت میں نہ پہنچ سکے تو جہاں ہو وہیں سے بذریعہ خط کے یا کسی معتبر آدمی کے واسطے سے مرید ہو سکتا ہے، حاضر ہونے کی ضرورت نہیں اور طریقہ تعلیم ہر پیر کا جدا ہے



ان سب طریقوں کو اس کتاب میں لکھنے کی ضرورت نہیں ہے ایک چھوٹا سا دستور العمل لکھے دیتا ہوں جو بوجہ اس کے کہ اتہا درجہ کا اس میں نفع ہے اس قابل ہے کہ اس کو عطر تصوف کہا جائے اور یہ طریقہ بہت خاک چھان کر ہاتھ لگا ہے اور اصلی سبب اس کتاب کے لکھنے کا اسی طریقہ کو بیان کرنا ہے۔

یہ دستور العمل سب راہ درویشی کے چلنے والوں کے لئے بھی ہے جب تک وہ اپنے پیر تک نہ پہنچیں اور جو میرے دوست ہیں ان کے لئے ہمیشہ کے عمل کرنے کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ سے قوی اُمید رکھتا ہوں کہ اس دستور العمل کے موافق عمل کرنے والا محروم نہ رہے گا پھر اگر کوئی شخص اس دستور العمل پر عمل کرے اور اس کا پیر اُسی دستور العمل کو پسند کرے اور اجازت دیدے توقفۂ آسان ہو۔ اور اگر اس کے وظیفوں میں اور جو ذکر و شغل اس میں لکھے ہیں ان میں کچھ کمی بیشی کرے یا اس کے علاوہ اور کچھ تبتلائے تو جیسا وہ کہے ویسا کرے۔ البتہ اس دستور العمل میں جو ضروری باتیں شروع میں لکھی ہیں ان میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی ہے وہ ویسی ہی رہیں گی۔ اب سمجھنا چاہیے کہ خلاصہ اس دستور العمل کا یہ ہے کہ اس راہ کا چلنے والا یا عامی ہے یعنی عالم نہیں یا عالم ہے اور ہر ایک ان میں سے یا کمانے اور بیوی بچوں کے حقوق کے ادا کرنے سے بے فکر ہو گیا یا بیوی بچوں کے حقوق کرنے کی اور کمانے کی فکر میں لگا ہو گا، یہ کل چار قسمیں درویشی کی راہ چلنے والوں کی ہیں ایک وہ عامی جو کمانے اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے سے بے فکر ہے دوسرا وہ عامی جو کہ کمانے اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کی فکر میں لگا ہوا ہے تیسرا وہ عالم جو دنیا کے کاموں سے خالی ہے چوتھا وہ عالم جو روزگار کے کام میں لگا ہوا ہے ہر ایک کے لئے ایک ایک دستور العمل ہے۔

دستور العمل اس شخص کا جو عالم نہیں اور دنیا کے کام سے بے فکر نہیں ہے۔ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے عقیدے ٹھیک کرے اور ضروری ضروری مسئلے سیکھے اور بہت اہتمام سے ان مسئلوں کی پابندی کرے اور جو کسی نئے مسئلے کی ضرورت پڑے کسی عالم سے پوچھ لے اور اگر پیر اس کا عالم ہے تو وہ سب سے بہتر ہے جو کچھ ضرورت ہو اس سے پوچھ لے

اور اگر ہو سکے تو تہجد آخر رات میں پڑھے ورنہ عشا کے بعد ہی وتر سے پہلے کچھ نفلیں تہجد کی جگہ پڑھ لیا کریں اور بعد پانچوں نمازوں کے اور پانچوں نمازوں کے بعد چھٹی نہ ہو تو جن نمازوں کے بعد چھٹی ہو سب حان اللہ سوبار اور لا الہ الا اللہ سوبار اور اللہ اکبر سوبار اور سوتے وقت استغفر اللہ رَجْعًا مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ سوبار پڑھا کرے اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھتا ہے اس میں وضو اور کسی گنتی کی ضرورت نہیں ہے وضو اور بے وضو ہر حال میں درود شریف پڑھا کرے۔ لیکن تسبیح ہر وقت میں لئے نہ پڑھے اور اگر قرآن پڑھا ہوا ہو تو روزانہ کسی قدر قرآن شریف کی تلاوت بھی کر لیا کہوے اور اس کتاب کے اخیر میں جو مردوں اور عورتوں کو نصیحتیں لکھی ہوئی ہیں ان کو کبھی کبھی دیکھ لیا کرے اور ان پر عمل کرے اور کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا اور کوئی ایسے بزرگ اگر موجود ہوں جو پرہیزگار ہوں اور عقیدے ان کے اچھے ہوں۔

ان کے پاس جا بیٹھا کرے لیکن پیر کے پاس جانے میں اس کی پابندی نہ کرے کہ کچھ نہ کچھ لے کر ہی جانا چاہیے یہ تکلف سچی محبت کے خلاف ہے اور باقی جو وقت بچے بالی بچوں کے لئے حلال روزی تلاش کرنے میں لگا ہے کہ بال بچوں کے لئے کھانا بھی عبادت ہے اور اگر یہ عامی عورت ہے تو جو وقت بچے اس میں گھر کا کاروبار یا گھر اپنے مشوہ کی خدمت کرنا اس کے لئے عبادت ہے اس کام میں لگی رہے۔ مگر عورت بدون اپنے مشوہ کی اجازت کے پیر کے یہاں نہ جائے اور جن دنوں میں حیض آئے ان دنوں میں بھی وظیفوں کے وقت میں وضو کر کے وظیفے پڑھ لیا کرے۔ رسولؐ قرآن مجید کے کہ اس کا پڑھنا اس حالت میں درست نہیں۔

دستور العمل اس شخص کا جو عالم نہ ہو اور دنیا کے کام سے بے فکر رہے اس شخص کا دستور العمل وہی ہے جو پہلے شخص کے لئے بیان کیا گیا مگر اتنی باتیں او ہیں وہ یہ کہ اگر ہو سکے تو پیر کے پاس جا پڑے، لیکن اپنے کھانے پینے کی فکر ایسے طریقے سے کرے کہ کسی دوسرے پر اس کا بوجھ نہ پڑے اور اگر کوئی سامان ظاہری کھانے پینے کا نہ ہو تو اتنا ضرور ہونا چاہیے کہ دوسرے کے بھر دے پر نہ رہے یا تو کچھ مزدوری لے یعنی بلا ضرورت اگر تسبیح کے بغیر ذکر کرنا یا دوسرے تو تسبیح لینے کا مضائقہ نہیں ۱۲ منہ

کرے اور اگر محنت نہ ہو تو اللہ پر بھروسہ کرے۔ مل جاوے کھائے نہ ملے صبر کرے اور اگر پیر کے پاس نہ رہ سکے تو اپنے وطن میں رہے خواہ گھر میں یا کسی مسجد میں مگر جہاں تک ہو سکے آدمیوں سے الگ رہے کسی کے پاس زیادہ آوے جاوے نہیں جب تک کوئی دنیا یا دین کا کام نہ ہو میں جوں نہ کرے اور جب کسی ضرورت سے ملنا ہو تو زبان کا بہت خیال رکھے کوئی بات ایسی جو شرع میں منع ہو جیسے کسی کو بیٹھ پیچھے بڑا کہنا یا اور کوئی بات ایسی ہی منہ سے نہ نکلنے پاوے لیکن نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور تنہائی میں جو وقت ضروری کام اور راحت و آرام سے بچے اس میں قرآن شریف کی تلاوت کرے اور مناجات مقبول پڑھے یا نفلیں یا درود شریف یا استغفار پڑھا لے اور اگر کچھ پڑھا ہو تو بخور ڈالے وقت میں دین کی کتابیں بھی جو اردو فارسی میں ہیں کسی عالم کو دکھلا کر دیکھا کرے لیکن جہاں سمجھ میں نہ آوے اپنی عقل سے اس کا مطلب نہ بنائے کسی بڑے عالم سے پوچھ لے اور اگر اس بتی میں کہیں طالب علم یا اللہ اللہ کرنے والے موجود ہوں تو ان کی خدمت کرنے میں اپنے وقت کا ایک بڑا حصہ خرچ کرے۔ اس سے دل میں نور بھی پیدا ہوتا ہے اور اپنی بڑائی بھی دل میں نہیں آتی اور کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرے باقی دنوں فتم کے آدمیوں کو جو کہ عالم نہ ہوں کوئی شغل نہ بتلانا چاہیے کیونکہ اس میں بہت باتیں پیدا ہوتی ہیں کہ ان سے خرابی کا ڈر ہے اور ان کی سہارا عالم کے سوا دوسرا آدمی نہیں کر سکتا ہے البتہ اگر اس میں شوق دیکھے اور قابل اس کے سمجھے تو ذکر اللہ اللہ کا تین ہزار سے چھ ہزار مرتبہ تک تنہائی میں بیٹھ کر پڑھنے کو بتلاوے مگر آواز اور ضرب کے ساتھ نہ ہو چپکے چپکے پڑھے اس سے زیادہ مناسب نہیں۔ باقی دوسرے وظیفے اور نفلیں جس قدر جی چاہے پڑھے البتہ اگر وہ شخص جو عالم نہیں ہے عالموں کی صحبت میں رہنے سے مثل عالموں کے سمجھدار ہو گیا ہو وہ عالم کے مثل ہے اس کو شغل بتلانے میں حرج نہیں۔

**دستور العمل اس عالم کا جو دینی یا دنیوی کام میں لگا ہو!**

یہ ہے کہ جو وقت فرصت کا ہو اور دل فکر سے خالی ہو اور پیٹ نہ بھرا

ہو نہ بھوک لگی ہو ایسے وقت کو مقرر کر کے اس میں بارہ ہزار سے لے کر چوبیس ہزار مرتبہ تک جتنا ہو سکے تنہائی میں بیٹھ کر اللہ اللہ وضو کے ساتھ ہلکی آواز ہلکی ہلکی ضرب کے ساتھ دل کو ذکر کی طرف لگا کر پڑھا کریں اور تہجد کی پابندی کریں اور کسی وقت قرآن شریف کی تلاوت اور مناجات مقبول عربی یعنی قربات عند اللہ وصلوۃ الرسول کی ایک منزل روزانہ ہمیشہ پڑھا کریں اور اگر مدرس ہیں تو بہتر دور نہ تھوڑا وقت علم دین پڑھنے والوں کو پڑھانے میں ضرور صرف کیا کریں اور کبھی کبھی جب ضرورت دیکھیں یا سننے والے شوق ظاہر کریں ضروری مسئلوں کا وعظ بیان کر دیا کریں مگر وعظ میں جو باتیں ضروری نہ ہوں ان کو بیان نہ کریں اور جو ضروری بات ہو اور عام لوگ اس سے سمجھ سکتے ہوں اس کو نہ تو گول گول کہیں اور نہ سختی سے کہیں بلکہ صاف کہیں لیکن نرمی کے ساتھ اور وعظ کا عوض نہ لیں نہ عام لوگوں کے زیادہ پیچھے پڑیں نہ ان کو سخت کہیں کہ اس سے خواہ مخواہ عداوت پیدا ہو جاتی ہے اور احیاء العلوم اور جلیبی کتاب ہو دیکھا کریں لیکن اپنے پیروں سے دور رہ کر مشغول نہ کریں۔ البتہ اگر تھوڑے دن پیر کے پاس رہ کر یہ کام کیا ہو اور وہ اس بھی اس کو کرنے کو کہے تو کچھ حرج نہیں۔

**دستور العمل خاص اس عالم کا جو کام میں لگا ہوا نہ ہو**

اگرچہ یہ فرصت چند ہی دنوں کی ہو جس کی مدت کم سے کم چھ مہینے سے یہ ہے کہ تھوڑے دن اپنے پیروں کے پاس رہ کر ذکر کریں اور ان کے لئے فقط اتنا ذکر کا رہے کہ بعد تہجد کے بارہ تسبیح یعنی لا الہ الا اللہ ذو سوبار اور لا اللہ الا اللہ سوبار اور اللہ اللہ اور اس طرح کہ پہلے لفظ اللہ میں پیش ہو اور دوسرے لفظ اللہ میں جزم چھ سوبار اور فقط اللہ سوبار یہ تیرہ تسبیحیں ہوئیں مگر نام ان کا بارہ تسبیح ہے ان کو تھوڑی آواز اور ہلکی ضرب سے کریں لیکن یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ زور سے ذکر کرنا اور ضرب لگانا خود کوئی ثواب کی بات نہیں ہے ایسا اعتقاد کرنا گناہ ہے اور حدیث میں جو آیا ہے اربعوا علی انفسکم ایشکم لاتدعون اصم ولا غائباً یعنی نرم کر دو تم اپنی جانوں پر کیونکہ نہ تم بہرے کو پکار رہے ہو اور نہ اس شخص کو جو



دور ہے یہ مانعت میرے نزدیک اسی صورت میں ہے جب ذکر زور سے اسی  
 اعتقاد سے کرے اور بعض عالموں نے اس حدیث کا مطلب یہ کہا ہے کہ اتنا چلا کر ذکر  
 نہ کرے جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے۔ مثلاً سونے والے پریشان ہوں اور امام ابو حنیفہؒ  
 نے جو زور سے ذکر کرنے کو منع کیا ہے اس کی بھی یہی وجہیں ہیں جو بیان ہوئیں اور نہ  
 زور سے ذکر کرنا جائز ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 وسلم کے زمانے میں نماز ختم ہونے کی یہ علامت تھی کہ لوگ زور زور سے اللہ اکبر  
 اللہ اکبر کہتے تھے اور حدیث کی کتابوں میں وتر کے بعد سبحان الملك القدوس  
 کہتے وقت آواز بلند کرنے کی حدیث موجود ہے اور فائدہ زور سے ذکر کرنے میں  
 یہ ہے کہ اس سے دوسرے اور خیالات کم آتے ہیں کیونکہ اپنی آواز جو کان میں  
 آتی رہے دل آسانی سے اُدھر متوجہ رہ سکتا ہے سو یہ فائدہ مکتویٰ آواز سے  
 ذکر کرنے میں بھی حاصل ہے اسی طرح ضرب لگانے میں بھی ثواب نہیں ہے  
 اس میں بھی طب کے قاعدے سے ایک فائدہ ہے۔ وہ یہ کہ ایک سخت جھٹکا ہے  
 \_\_\_\_\_  
 دل میں گرمی پیدا ہوتی ہے اور گرمی سے دل نرم ہو جاتا ہے  
 اور دل کی نرمی سے ذکر کا اثر ہوتا ہے اور ذکر کے اثر سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری  
 کا خیال اور اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور یہ دونوں دین میں مقصود ہیں پس  
 ضرب خود دین میں مقصود نہیں بلکہ جو باتیں مقصود ہیں جیسے محبت وہ ان کے  
 حاصل ہونے کا ذریعہ ہے اور ان کا ذریعہ بن جانے سے ذریعہ کے درجہ میں ضرب  
 بھی مقصود ہو گئی لیکن بہت زور سے ضرب لگانے میں خفقان ہو جانے کا ڈر ہے  
 اس لئے اوسط درجہ کی ضرب لگائے اور اس سے زیادہ نہ بڑھائے ایک اور  
 بات قابل سمجھنے کے ہے وہ یہ کہ تصوف کی کتابوں میں ذکر کرتے وقت گردن دھیں  
 اور بائیں طرف لے جانے کو لکھا ہے سو جان لینا چاہیے کہ پہلے زمانہ میں لوگ  
 طاقت دار تھے اور دماغ ان کے مضبوط تھے اس کی سہارا کر لیتے تھے۔ بلکہ بوجہ  
 طاقت دار ہونے کے بدن اس کے ان میں ذکر کا اثر ہی نہیں ہوتا اس لئے ان کو

اس کی ضرورت تھی کہ گردن کو دائیں طرف لے جا کر ضرب لگا دیں تاکہ زور سے ضرب لگے اور اب لوگ کمزور ہیں ہلکی ضرب سے بھی دل میں زخم پیدا ہو جاتا ہے اس لئے اب ایسا نہ کیا جاوے ورنہ دماغ کے خراب ہو جانے کا ڈر ہے بس اتنا ہی کافی ہے لا آل کے ساتھ سارے بدن کو آہستہ آہستہ دائیں طرف ذرا جھکا دیں اور الا اللہ کے ساتھ بائیں طرف لے آویں اور اتنی حرکت بھی اس لئے ہے کہ بدن کو ایک حالت پر رکھ کر جی تنگ ہونے لگتا ہے بدن کے اتنا ہلانے سے ذرا آسانی ہوتی ہے ورنہ ضرورت اس کی بھی نہیں ہے اور کچھ ضرب لگنے کے وقت گردن کو جھٹکا دینے کی بھی ضرورت نہیں بس اتنا کافی ہے کہ ضرب لگانے کے وقت جہاں الا کہ سہزہ یعنی الف نکلتا ہے اس پر ذرا آواز کا زور ڈال دیا جاوے چونکہ سینہ اس آواز کے نکلنے کی جگہ سے یعنی حلق سے قریب ہے اس پر زور ڈالنے سے سینہ ٹٹا کر بیچ جادے گا۔ اسی طرح باقی ذکر وں میں بھی ضرب تو اسی طرح لگائے اور بدن کو حرکت دینا اس سے بھی کم کافی ہے یہ سارا بیان بارہ تبیع کا ہوا پھر ذکر بارہ تبیع کے کرنے کے بعد اگر نیند کا زور ہو تو ذرا سو رہے اور اگر نیند نہ آئے تو اس کو اختیار ہے چاہے ان بارہ تبیع کے ذکر وں میں سے کسی ذکر کو اور زیادہ کرے یا کچھ نہ کرے خالی ہے۔ پھر بعد نماز صبح کے قرآن شریف کی تلاوت کرے اور منزل مناجات مقبول پڑھے۔ اس کے بعد بارہ ہزار سے لے کر چوبیس ہزار بار تک جس قدر ہو سکے اللہ اللہ کا ذکر تھوڑی آواز وسط درجہ کی ضرب کے تنہائی میں بیٹھ کر کرے اور دوپہر کو ذرا سو رہے بعد ظہر کے اسی طرح اللہ اللہ کا ذکر کرے بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جتنا آسانی سے عصر کی نماز تک ہو سکے اور عصر کی نماز کے بعد اگر پیر کو کچھ کام نہ ہو تو پیر کے پاس بیٹھا ہے اور اگر پیر کیس کام میں لگا ہو یا وہاں موجود نہ ہو یا اس کے دل میں زیادہ شوق پیر کے پاس بیٹھنے کا نہ ہو

عہ یہ دوسرے مرتبہ ہوا اور آخر میں دونوں جگہ ۵ ہر جزم ہے اور بارہ تبیع میں جو اللہ اللہ ہے جو دوسرے مرتبہ کہا جاتا ہے اور ایک بار لگایا جاتا ہے ۱۲ نطق

تو جنگل باغ نہرندی وغیرہ کی سیر کو چلا جائے اور اگر یہ موجود ہو تو اس سے پوچھ کر  
 جائے اور اس وقت جب سیر کے لئے جاوے تو عام مسلمانوں کی قبروں اور اولیاء اللہ  
 کے مزاروں کی زیارت بھی کر لیا کرے پھر بعد مغرب کے گھنٹہ آدھ گھنٹہ جب تک  
 جی لگے موت کا اور مراقبہ کے بعد جو کچھ حساب کتاب ہونے والا ہے اس کا مراقبہ  
 کرے اور مراقبہ موت کا یہ ہے کہ تنہائی میں بیٹھ کر یہ سوچے کہ مرنے کے بعد باتیں  
 ہوں گی۔ بلکہ ان باتوں کو یہ خیال کرے کہ گویا اسی وقت یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔  
 کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس مراقبہ سے دنیائے  
 نفرت پیدا ہوگی یہی محبت اور نفرت اس کا کام بنادینے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ  
 کافی ہوں گے اور ہاتی جو وقت بچے اس میں چلتے پھرتے بٹھتے بیٹھتے درود شریف  
 پڑھتا رہے یا اور جس ذکر میں جی لگتا ہو وہ ذکر کیا کرے پاس انفاس جو مشہور ہے  
 اس کا مطلب یہی ہے کہ کوئی دم اللہ کی یاد سے خالی نہ جاوے جو نسا ذکر ہو اور جو  
 طریقہ اس کا مشہور ہے خاص اسی طریقہ سے کرنا ضروری نہیں بلکہ وہ بھی ایک طریقہ ہے  
 اس کے طریقوں میں سے پھر اگر اس ذکر کرنے کے وقت دیکھے کہ کبھی پیداموتی ہے  
 اور دن بدن بڑھتی جائے اور خیالات کم آدیں اور جی ذکر میں لگا کرے جب  
 تو میرے نزدیک شغل کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہمیشہ پرہیزگاری کا خیال رکھنا  
 اور مراقبہ جس کا بیان ہوا ہمیشہ کرتے رہنا کافی ہے عمر بھر اسی کو کرتا رہے آخرت میں  
 تو اس کا پھل یقیناً ملے گا اور صل وعدہ کھل ملے گا آخرت ہی میں ہے لیکن دنیا  
 میں اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا تو اس کے دل میں عجیب عجیب طرح علم اور معرفت کی  
 باتیں جن کے بارے میں مولانا رومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بنی اندر خود علوم انبیار  
 بے کتاب و بے معید و اتا

یعنی تو اپنے اندر بدون کتاب اور بدون تقریر دہرانے والے اور بدون استاد

لے کیونکہ پیدا ہونا کچھ نہیں یہ نسبت کا مقدمہ قریب ہے اور نسبت کی نسبت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے  
 ہیں نسبت صوفیہ غنیبتی است عظمیٰ ۱۲ لطف عدہ در لشی میں جو کیفیت پیدا ہوتی ہیں اس کے نام ہیں

کے ایسے علم دیکھو گا جو نبیوں کو ملے تھے رگوں ہی کے طفیل میں ملیں گے اور  
 نئی نئی کیفیتیں پیدا ہوں گی، کبھی ذوق شوق ہے، کبھی محبت والہ کی کیفیت ہے  
 کبھی ہیبت ہے اور احکام شرعی کی حکمتیں ظاہر ہوں گی اور اس کا برتاؤ اللہ  
 تعالیٰ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کا برتاؤ اس کے ساتھ درست ہو جاوے گا اور جو  
 بات اس سے ایسی واقع ہوگی کہ اس پر ہوشیار کرنے کی ضرورت ہے اس پر ہوشیار  
 کر دیا جاوے گا اور معلوم ہو جائے گا کہ یہ بات مجھ سے اچھی طرح واقع نہیں ہوئی  
 ان باتوں میں جو لذت ہے اس کے سامنے سارے جہاں کی بادشاہت کبھی مٹی کے  
 برابر ہے اور ان باتوں کو حالات کہتے ہیں چونکہ اول تو ہر شخص کو نئے حالات پیدا  
 ہوتے ہیں ان سب کو لکھنا ممکن نہیں ہے ایسے وقت پیر کے پاس آنا ضروری ہے  
 وہی ان حالات کی حقیقت بیان کرتا ہے اور اگر حاجت ہوئی تو جو کچھ ذکر و شغل  
 مرید کر رہا ہے اس میں جو اس کو مناسب ہوتا ہے تبدیلی کرتا ہے اور پیر کے  
 پاس رہنے میں جو فوائد ہیں جو اس ہدایت کے آخر میں بیان ہوں گے ان باتوں  
 کے جاننے کو کشف الہی کہتے ہیں باقی کشف کوئی دینی پوشیدہ چیزوں کا حال  
 معلوم ہو جانا یا جو بات آگے چل کر ہونے والی ہے اس کا ظاہر ہو جانا کشف الہی  
 کی برابر نہ اس میں لذت ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہونے میں اس  
 کی برابر ہے مگر علیہ السلام کشف الہی میں زیادہ تھے اور خضر کشف کوئی نہیں پھر  
 ظاہر ہے کہ کس کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے یہی یہ بات کہ جب موسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ  
 بڑھا ہوا تھا تو ان کو اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کے پاس جانے کا کیوں حکم فرمایا  
 سو حضرت خضرؑ کے پاس بھیجنے سے اس بات کا سکھانا منظور تھا کہ بات کرنے میں  
 بے دھڑک منہ سے کوئی بات نہ نکال دیا کریں سوچ سمجھ کر بات کہا کریں کیونکہ  
 ان سے کسی نے پوچھا تھا کہ اس وقت سب سے بڑا عالم دین کون ہے آپ نے فرمایا  
 اَنَا اَعْلَمُ کہ سب سے بڑا عالم میں ہوں یہ آپ کا فرمانا اس اعتبار سے صحیح  
 تھا کہ جو علم ضروری ہیں ان سب سے زیادہ میں جانتا ہوں لیکن بات آپ نے



ایسی کہی تھی جس سے سننے والے کو دھوکا ہو سکتا تھا کہ ہر قسم کے علموں کے جاننے کا دعویٰ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بات دکھلا دی کہ دیکھو کشف کو فی میں حضرت خضر علیہ السلام تم سے زائد ہیں اگرچہ یہ کشف..... درجہ میں کشف آہی کی برابر نہ ہو مگر کھر کھی بلا قید یہ کہنا تو غلط ٹھہرا کہ میں سب سے زیادہ جانتا ہوں اس لئے بات کرنے میں یہ کہہ دینا چاہیے تھا کہ کشف کو فی میں سب سے زیادہ نہیں ہوں اور جس کو کشف آہی ہوتا ہو اگر اس کے متعلق پیری مریدی کی خدمت اور مخلوق کے باطن کی اصلاح و درستی ہو جائے تو وہ قطب الارشاد کہلاتا ہے اور کشف کو فی والے کے متعلق اگر خلق کی دنیوی اصلاح و درستی بھی ہو جائے تو قطب التکرین کہلاتا ہے ایک مدت تک ذکر کرنے سے دل میں یکسوئی پیدا نہ ہو تو مناسب ہے کہ کوئی شغل بھی کر لیا جاوے۔ اشغال بہت ہیں میرے نزدیک نفع بخش اور آسان شغل اسخندے اور اچھا وقت آخر رات ہے بارہ تبیح کے بعد لیکن دم روک کر نہ کرے۔ آج کل اکثر اس سے دل و دماغ دونوں کمزور ہو جاتے ہیں فقط آنکھیں بند کر لے اور کانوں میں کلمہ کی انگلی دے کر دما زور سے بند کر لے اس سے کان میں ایک آواز ایسی پیدا ہوگی جس کی کوئی حد اور انتہا نہ معلوم ہوگی اور معلوم ہوتا ہے اس شکل کو اسخند اسی وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ ان معنی ہندی زبان میں نہیں کے ہیں پس معنی اسخند کے سجد ہونے اور اس آواز کی طرف دل سے دھیان رکھے اور زبان سے یا دل سے اللہ اللہ کہتا رہے تاکہ اتنا وقت غفلت میں نہ گزرے اس لئے کہ اس آواز کا دھیان رکھنا ذکر نہیں ہے کیونکہ یہ آواز نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی صفت تو ہے نہیں جیسا کہ

علیہ یہ ادل تھیں سے نکھد یا تھا پھر تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ لفظ نادہی ہے جس کے اصل معنی ہندی میں قدیم کے ہیں شغل مانع ہے شان فلان ہند سے ان کا اعتقاد اس صورت کے متعلق قدیم ہونے کا تھا اسی نام میں تغیر ہو کر خد مشہور ہو گیا۔ لیکن یہ اعتقاد باطل ہے ۱۲ منہ

بعض لوگوں کو دھوکا ہو گیا ہے بلکہ عالم غیب میں سے کسی مخلوق کی بھی آواز نہیں صرف اسی شخص کے دماغ میں ہوا بند ہونے سے یہ آواز پیدا ہو گئی ہے اور اس کے سننے میں لذت آتی ہے بلکہ بعض دفعہ اس شغل میں ایسی آوازیں ہوتی ہیں کہ دل بے قابو ہو جاتا ہے اور شغل کرنے والا بخود ہو جاتا ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ جو چیز جو اس مثلاً کان، آنکھ وغیرہ سے معلوم ہوا اور اس میں لذت بھی ہو اس کی طرف متوجہ ہونے سے اور خیالات جلتے رہتے ہیں تو اس سے عادت پڑ جاتی ہے ایک طرف متوجہ رہنے کی بھر جاب ایک طرف توجہ کرنے کی عادت ہو جاتی ہے تو پھر اس شغل کو چھڑا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کا حکم کیا جاتا ہے اور اول اللہ کی طرف توجہ کرنا دشوار کفّٰ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ دکھائی نہیں دیتے اس بیان سے تمہاری سمجھ میں آ گیا ہو گا کہ شغل خود مقصود نہیں البتہ مقصود حاصل ہونے کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد ہر دم رہنے میں اس سے مدد ملتی ہے جیسا کہ بیان ہوا اس لئے اس کو بدعت نہیں کہہ سکتے کیونکہ جس بات کے حاصل کرنے کا شرع میں حکم ہے شغل اس کا ذریعہ ہے، بلکہ غور کرنے سے شغل کی اصلیت حدیث سے بھی نکلتی ہے چنانچہ نماز میں سجدہ کی جگہ پر نگاہ رکھنا سنت ہے اور فائدہ اس میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ نگاہ رکھنے سے خیالات نہیں آتے نماز کی طرف توجہ رہتی ہے، واللہ اعلم۔ اور جس طرح یہ آواز دماغ میں پیدا ہوتی ہے اسی طرح اور اشغال میں اور کبھی کبھی ذکر میں بھی طرح طرح کے رنگ کے نور جو نظر آنے لگتے ہیں وہ بھی دماغ ہی سے اکثر پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو شغل نہ کرتا ہو اگر اسی طرح آنکھیں بند کر کے دیکھے تو اس کو طرح طرح کے رنگ نظر آیا کرتے ہیں اس سے کبھی دھوکا نہ کھائے اور ان چیزوں کی طرف ذرا توجہ نہ کرے بلکہ اس سے بڑھ کر غیب کی چیزیں بھی نظر آجائیں چنانچہ بعض اوقات جب یکسوئی حاصل ہو جاتی ہے ایسا بھی ہو جاتا ہے تب بھی ذرا اس طرف متوجہ نہ ہونے اس سے لذت لیوے خواہ وہ چیزیں جو نظر آتی ہیں عالم دنیا کی ہوں یا عالم غیب کی کیونکہ سب غیر اللہ ہیں بلکہ مطابق

ارشاد حضرت پیر مرشد علیہ الرحمۃ دنیا کی چیزوں سے جنت کا تعلق ہونا اللہ تعالیٰ سے اتنا دور نہیں کرتا جتنا کہ عالم غیب کی چیزوں سے قلب کا تعلق ہونا اللہ تعالیٰ سے دور کرتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کا طالب ہو اس کو چاہیے کہ ان سب کو دل سے نکال پھینکے اور ان شعروں کا مطلب خیال میں رکھنا چاہیے۔

عشق آں شعلہ است کہ چوں بر خیزد ہر چہ جزو معشوق باشد جملہ سخت

یتغ لا در قتل غیر حق براند درنگہ آخر کہ بعد لاجہ ماند

ماند الا اللہ وہا قی جملہ رفت مرحبا ای عشق شرکت سوزفت

مطلب ان شعروں کا یہ ہے کہ عشق الہی کا شعلہ جب بھڑکنا ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا جتنی چیزیں سب جل جاتی ہیں یعنی سب کا خیال دل سے نکل جاتا ہے اے اللہ کے طالب جو کچھ اللہ کے سوا ہے اس کو لا کی تلوار سے قتل کر ڈال یعنی لا الا اللہ جب تو کہے تو لا الہ کے وقت خیال کر کہ اللہ کے سوا جتنی چیزیں ہیں قابل محبت نہیں سب کو میں دل سے نکالتا ہوں بھر غور کر کہ لا کے بعد کیا رہتا ہے یعنی لا الہ کہہ کر جب تو سب چیزوں کو دل سے مٹا دے گا تو لا الا اللہ کہنے کے وقت خیال کر کہ اب میرے دل میں کیا رہا ہے ہم سے سن کہ صرف اللہ باقی رہ جائے گا اور سب گم ہو جاوے گا مطلب یہ کہ لا الہ کہنے کے وقت سب چیزوں کی محبت اور خیال دل سے نکال ڈال اور لا اللہ کہنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی محبت اور خیال کو دل میں جماتا کہ کسی چیز کا تعلق اور خیال اللہ تعالیٰ کے تعلق اور خیال کے سوا دل میں تیرے باقی نہ ہے آگے عشق کی تعریف فرماتے ہیں کہ اے عشق شاباشی ہو تجھ کو تو شرکت کا بالکل نیست و نابود کر دینے والا ہے اور اگر اس کا پیر کامل کوئی اور مراقبہ یا شغل اس کو تھلا دے جو اس کے مناسب اس کو معلوم ہو تو وہی مراقبہ اور شغل کرے۔ لیکن خاص شغل تصور شیخ اور مراقبہ

عہ تصور شیخ میں یہ ضرور ہوتا ہے کہ پیر کی صورت کا کثرت سے خیال کرنے کی وجہ سے اس کی صورت کا وہیمان بندھ جاتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ اس کی صورت نظر آنے لگتی ہے جس سے آدمی سمجھنے لگتا ہے (باقی صفحہ ۲۵ پر)

وحدت الوجود ہے چونکہ اکثر علم والوں کو بھی ضرر ہوتا ہے اس لئے قابل ترک ہے اس کو نہ کرنا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت کہ شراب اور خمر احوال ستھا ان کی نسبت فرمایا ہے کہ ائمتہا الکبر من نفعہما یعنی جو گناہ ان دونوں چیزوں میں ہے وہ زیادہ ہے اس نفع سے جو ان میں ہے اور اس ذکر و شغل سے جو وقت بچے اس میں کچھ نہ کچھ ذکر زبان سے دلیکی توجہ کے ساتھ کرتا ہے خواہ درود شریف پڑھا کرے اور میرے نزدیک یہ سب سے بہتر ہے خواہ استغفار پڑھے خواہ کلمہ طیبہ خواہ اور کچھ جس میں دل لگے اور ان اوقات میں دل سے ذکر کرنے پر بس نہ کرے کیونکہ اکثر اس میں یہ دھوکا ہو جاتا ہے کہ آدمی کو یہ خیال نہیں رہتا کہ اس وقت دل میں اللہ کی یاد نہیں رہی اور اس سے بڑھ کر کبھی یہ دھوکا ہوتا ہے کہ اللہ کی بھول کو آدمی یوں سمجھ بیٹھتا ہے کہ اللہ کی یاد میں بالکل غرق ہو گیا ہوں اور دو چیزوں سے بچنے کا ہر وقت خیال رکھے ایک یہ کہ کسی دم اللہ کی یاد دل سے دور نہ ہونے پائے جس کی تدبیر یہ ہے کہ ہر وقت ذکر کرتا ہے دوسرے گناہ سے بہت بچے خواہ چھوٹا گناہ ہو یا بڑا دل سے ہو یا زبان سے ہاتھ پاؤں آنکھ کان سے اللہ کی یاد نہ رہنے سے دل کا نور جاتا رہتا ہے اور گناہ سے دل کا نور بھی جاتا رہتا ہے اور اللہ سے دوری بھی ہو جاتی ہے اور یہ بڑا نقصان ہے اور اگر اتفاقاً کبھی خیال نہ رہنے کی وجہ سے یا نفس کی شرارت سے کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً نہایت شرمندگی اور عاجزی کے ساتھ توبہ کرے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگے خاص کر بعض گناہوں سے اس راہ میں بہت ہی نقصان ہوتا ہے ایک یہ یعنی لوگوں کے دکھانے کی نیت سے کوئی عمل کرنا دوسرے بکبر

بقیہ صفحہ ۲۴ :- کہ یہ میرید کے ساتھ رہتا ہے اور اس کو خبر ہے اور وحدت الوجود کے شغل میں یہ ضرور ہے کہ آدمی مخلوقات کو عین حق سمجھنے لگتا ہے اور بکھر حرام حلال میں فرق نہیں کرتا ہے ۱۲ لطف مع بھول کو یاد اس لئے سمجھتا ہے کہ غیر خدا کا خیال جب نہیں پاتا تو اس کو اللہ کا خیال سمجھتا ہے حالانکہ نہ وہ غم کا خیال ہے نہ خدا کا بلکہ بالکل عدم خیال ہے ۱۲ لطف



یعنی اپنے کو بڑا سمجھنا جب آدمی میں تکبر ہوتا ہے تو اس سے کبھی کوئی آدمی فخر کرنے لگتا ہے اور کبھی بڑائی کا گمان ہو جاتا ہے خواہ دنیوی کمال میں ہو یا دینی کمال میں۔ تیسرے زبان سے کسی کی غیبت یا شکایت کرنا یا کسی پر طعن یا اعتراض کرنا بلکہ اکثر بیکار اور بے ضرورت باتیں کرنے سے کبھی دل کی نورانیت کو نقصان پہنچتا ہے اور اسی وجہ سے اس راہ میں قدم رکھنے والے کو لوگوں سے بے ضرورت میل جول نہ رکھنا چاہیے چوتھے کسی نامحرم عورت یا لڑکے کی طرف شہوت سے نظر کرنا یا اس کا خیال دل میں لانا۔ پانچویں بیجا یا حد سے زیادہ غصہ کرنا یا بد خلقی اور سختی کے ساتھ کسی سے بات کرنا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں نہ رہنے کی بھی بعض قسم خاص طور پر زیادہ نقصان کی چیز ہے یہ قسم وہ ہے جو دنیا کے تعلقات کے سبب ہو یہ قسم ذکر کرنے سے بھی دو نہیں ہوتی۔ جب ذکر میں مشغول ہو گا بار بار دل اس کی طرف کھپے گا اور اس دستور العمل میں ایک بات ضروری یہ ہے کہ جب تک اس شخص کو جس کا ذکر ہو رہا ہے کسی قدر مضبوطی کے ساتھ نسبت باطنی حاصل نہ ہو جائے (جس کا مطلب ابھی آگے آتا ہے) اس وقت تک لوگوں کو نفع پہنچانے میں مشغول نہ ہونے ظاہری نفع پہنچانے میں مشغول ہونے باطنی نفع پہنچانے میں یعنی نہ طالب علموں کو پڑھاوے نہ عالم لوگوں کو وعظ سناوے، نہ بیماروں کا علاج کرے نہ تعویذ گنڈے رکھے نہ پیری مریدی کرے بالکل ایک کو نہ میں گمنام پڑا رہے ہاں اگر ان باتوں میں کسی بات کے کرنے میں بالکل مجبور رہی ہو جاوے تو اور بات ہے۔ اور علامت نسبت باطنی کے حاصل ہونے کی دو ہیں ایک یہ کہ اللہ کی یاد دل میں ایسی جم جاوے کہ کسی دم دل سے دور نہ ہو اور اللہ کی طرف زیادہ کوشش اور فکر رکھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی طرف چلے وہ احکام ایسے ہوں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے طریقے بتلائے ہیں اور چاہے وہ احکام جن میں بندوں

کو آپس میں معاملہ کرنے کے طریقے بتلائے ہیں اور چاہے وہ احکام ہوں جن میں بات چیت کرنے کا طریقہ بتلایا ہے اور چاہے وہ احکام ہوں جن میں نشست و برخاست اور تمام کاموں کا طریقہ بتلایا ہے ان سب حکموں کی طرف ایسی رغبت ہو جائے اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے ان باتوں سے ایسی نفرت ہو جائے جیسی کہ ان چیزوں کی طرف رغبت ہوتی ہے جو اپنے جی کو اچھی معلوم ہوتی ہیں اور جیسی کہ ان چیزوں سے نفرت ہوتی ہے جو اپنے جی کو بری معلوم ہوتی ہیں اور حرص دنیا کی دل سے نکل جائے اور اس کی سب عادتیں مطابق قرآن شریف کے ہو جائیں البتہ اگر طبعی سستی کسی حکم بجالانے میں واقع ہو یا کوئی بُرا دوسوہ آپ ہی آپ دل میں آوے اور اس پر عمل نہ کرے تو اس کو یہ نہ سمجھا جائے گا کہ شریعت کے حکموں کی رغبت اور شریعت میں جو باتیں منع ہیں ان سے نفرت پیدا نہیں ہوتی اور یہی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور فرمانبرداری حاصل ہو جانے کا ہے جس کو ہم نے علامت نسبت باطنی کے حاصل ہو جانے کی بتلایا ہے محبت الہی کہلاتا ہے۔ اور اگر نہ بت باطنی حاصل ہو جانے کے ساتھ غیب سے بعض علم کی باتیں اور کھبید کی باتیں بھی اس کے دل میں آنے لگیں تو یہ شخص عارف کہلا دے گا۔ اب بعد حاصل ہونے نسبت باطنی کے پڑھانے، وعظ کہنے کتابیں تصنیف کرنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ علم دین کی خدمت کو مناسب عبادتوں سے بڑھ کر ہے اور اگر پیر اس کو مرید کرنے اور ذکر شغل بتلانے کی بھی اجازت دیدے تو اللہ کے بندوں کو اس فائدہ کے پہنچانے میں بخیل نہ کرے لیکن اپنے کو بڑا نہ سمجھے بلکہ خلق کا خدمت گزار اپنے کو سمجھے اور اگر پیر اجازت نہ دے تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرے اور نہ اپنی طرف سے اجازت مانگے کیونکہ یہ ہوس ہے بڑائی کی اور اگر پیر اجازت مانگنے سے اجازت بھی دے تو رعایتی اجازت کام کی نہیں بلکہ بڑا بننے سے چھوٹا رہنا بہت اچھا ہے البتہ پیر کا حکم ہو جانے کے بعد حکم نہ ماننا بھی مناسب نہیں کیونکہ اگر سب ایسا ہی کرتے تو سلسلہ ہی

درویشی کا بند نہ ہو جاتا لیکن مریدوں سے امیدوار مال کا نہ ہے بلکہ اگر وہ کچھ  
نذرانہ بھی دیں تو مرید ہونے کے وقت تو بالکل قبول نہ کرے کہ یہ صورت بدل  
لینے کی سی ہے اور دوسرے وقت اگر خوشی سے اور حلال آمدنی سے موافق اپنی  
آمدنی کے اتنا دیں جس کے دینے سے ان کو پریشانی نہ ہو تو ایسی صورت میں یہ  
قبول کر لینا سنت ہے۔ اور انکا رکرنے میں مسلمان کی دل شکنی ہے اور اللہ  
کی ناشکری ہے اگرچہ وہ ہدیہ تھوڑا ہی ہو اور اگرچہ لوگوں کے سامنے دے  
جب بھی لینے میں عار نہ کرے کہ اس کا سبب بھی تکبر ہے یہاں تک دستور العمل  
نذکور تمام ہوا اور اس دستور العمل کی عبارت اس وجہ سے درالمی ہو گئی کہ اس  
میں گفتگو ذرا علم دالوں ہی سے ہے ان کی تسلی بدوں تفصیلی بیان کے نہ ہونی اور  
نہ ان کو مزہ آتا ورنہ حاصل مطلب تھوڑا ہی ہے جس کو اب پھر دوبارہ اس  
لئے لکھ دیتا ہوں کہ صلی مطلب کے ٹکڑے اس لیے بیان میں بکھر گئے ہیں اس  
کی فہرست یہ ہے۔ تہجد تہجد کے بعد بارہ تسبیح، بعد نماز فجر تلاوت قرآن شریف  
اور ایک منزل مناجات مقبول کے بعد ذکر اللہ کا بارہ ہزار سے لے کر چوبیس  
ہزار مرتبہ تک بعد عصر پیر کے پاس حاضر رہنا یا جنگل وغیرہ کی سیر کرنا اور اولیاء اللہ کی  
قبروں کی زیارت کرنا، بعد مغرب کے مراقبہ موت، باقی جو وقت بچے اس میں درود  
شریف پڑھنا بلا تعداد اگر ضرورت ہو تو شغل انہد کرنا۔ بدھیز گاری کا خیال رکھنا  
ذکر پابندی سے کرنا، گناہوں سے اور اللہ کی یاد نہ رہنے سے بچنا اور ان گناہوں  
سے خاص کر بچنا یعنی لوگوں کے دکھلانے کے لئے کوئی عمل کرنا، اپنے کو بڑا سمجھنا  
فخر کرنا، اپنے جی ہی جی میں اپنے کمالات پر خوش ہونا اور نفس کا کھولنا،  
کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا، بیکار باتیں کرنا اور لوگوں سے زیادہ ملنا جلنا، شہوت  
سے نا محرم عورت یا لڑکے کو دیکھنا یا اس کا خیال دل میں شہوت کے ساتھ  
لانا بہت غصہ کرنا، کج خلقی سے ملنا، دنیوی تعلقات بڑھانا اور جو باتیں اس  
قسم کی ہوں ان سے بچنا اور بقیہ فہرست یہ ہے نسبت باطنی حاصل ہونے تک

و غلط اور پڑھالے وغیرہ کو ترک کرنا۔ بدون اجازت پیر کے پیری مریدی نہ کرنا اور ذکر و شغل کی تعلیم نہ کرنا اور میزان کل ان سب باتوں کا رد چیزیں ہیں ایک اللہ اور رسول کے حکموں پر چلنا دوسرے ذکر کی پابندی کرنا، گناہ سے اللہ اور رسول کی تالعداری میں فرق آجاتا ہے اور یاد آہی نہ رہنے سے ذکر میں نقصان پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے چاہیے کہ اپنا اصلی کام ہمیشہ تالعداری اور ذکر کی پابندی کو اور گناہ سے بچنے اور اللہ کی یاد بھلانے سے بچنے کو سمجھے اگر ایک مدت تک اس کی پابندی ہے گی تو انشاء اللہ محروم نہ ہے گا اور یوں تو اول ہی سے فائدہ ہونا شروع ہو جاتا ہے لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک وقت ایسا آوے گا کہ یہ بھی سمجھنے لگے گا لیکن نہ گھبراوے نہ جلدی کرے نہ سستی کرے کیونکہ فائدے کے لئے نہ کوئی مدت مقرر ہے نہ کوئی اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے البتہ اس قدر امیدوار کر سکتے ہیں ۔

اندریں رہ می حراش دی تراش      تادم آخردے فارغ مباحش  
تادم آخردے آخسر بود      کہ عنایت باتو صاحب سر بود

یعنی اس راہ میں جو قدم رکھے اس کو چاہیے کہ اس اُدھیڑ بن میں لگا رہے مرتے دم تک ایک گھڑی بے فکر نہ بیٹھے آخردم تک کوئی نہ کوئی وقت ایسا ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی عنایت شامل حال ہو جاوے گی اور بیڑا پار ہو جائے گا اور اگر ان سب باتوں کے ساتھ ابتداء میں ذرا زیادہ اور اس کے بعد کبھی کبھی پیری کی خدمت میں رہنے کا بھی اتفاق ہو جاوے تو نور علی نور ہے اس کے پاس رہنے میں جو فائدے ہیں ان میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کو دیکھ کر اس کی عادتیں اختیار کرے گا ذکر میں عبادت میں روح کوتاہی ہوگی ہمت بڑھے گی جو نیا حال ہوگا اس کے بارہ میں پوری تسلی ہو جائے گی اور اس کے علاوہ اور بہت سے فائدے ہیں جو پاس رہنے سے خود ہی معلوم ہوتے ہیں مولیٰ بات ہے کہ مریض کا حکیم کے پاس نہ آئے ۔ اس میں زمین آسمان کا فرق ہے خوب



کسی نے کہا ہے ۛ

مقام امن دے بغش رفیق شفیق      گرت مدام میر شود رہے توفیق  
یعنی اگر اطمینان کی جگہ اور شراب خالص محبت آہی کی اور شفقت رکھنے والے  
پیر کی صحبت ہمیشہ کے لئے میر ہو جاوے تو اللہ تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے واللہ  
يقول الحق وهو يهدي السبيل یعنی اللہ تعالیٰ سچی بات کا کہنے والا ہے  
اور را و راست کا وہی دکھلانے والا ہے۔

ہدایت ساتویں : ذکر کرنے والے کو چاہیے کہ جو باتیں دل کو پریشان  
کرنے والی ہیں ان سے بہت بچے کیونکہ اطمینان دل کا بڑی دولت ہے اور یہ باتیں  
بہت سی ہیں ایک اپنی بے احتیاطی سے صحت خراب کر لینا اس لئے صحت کی  
بہت حفاظت کرے دماغ کو تروتازہ رکھنے کی اور دل کو قوت پہنچانے کی فکر  
رکھے، دوا سے بھی اور غذا سے بھی۔ غذائیں نہ اتنی کمی کرے کہ ضعف اور خشکی  
ہو جاوے نہ اتنی زیادتی کرے کہ ہضم نہ ہو کہ اس سے بھی صحت خراب ہو جاتی  
ہے صحبت کی کثرت نہ کرے کہ اس سے بھی اعضاء رئیسہ خاص کر دل و دماغ  
کمزور ہو جاتے ہیں جیب تک سچی سبھوک نہ لگے کھانا نہ کھائے اور ایک آدھ  
لقمہ کی خواہش باقی رہنے پر کھانا چھوڑ دے اور جب تک طبیعت میں سخت  
تقاضا نہ ہو صحبت نہ کرے، اسی طرح سونے میں اوسط درجہ کا خیال رکھے نہ  
بہت زیادہ سو دے کہ سستی ہو جاوے نہ بہت کمی کرے کہ خشکی ہو جاوے۔  
دوسری بات دل کو پریشان کرنے والی بلا ضرورت عمدہ غذاؤں کی فکر میں  
لگا رہنا ہے۔ تیسری بات ہر وقت اپنے بدن کی آرائش میں لگا رہنا ہے کہ اسی  
بارہ میں کہا گیا ہے ۛ

عاقبت ساز و ترازیں بری      این تن آرائی و این تن پروری

یعنی انجام اس بدن کی آرائش اور پیٹ کے پالنے ہی میں رہنے کا یہ ہو گا کہ  
دین رخصت ہو جاوے گا مطلب یہ کہ پورا دین نہ رہے گا۔ البتہ بالکل میلہ کچھلا

رہنا بھی بُرا ہے کہ اس سے بھی دل میلنا ہوتا ہے سادہ اور صاف رہے البتہ اگر بد دن فکر کے اچھا لباس اور عمدہ غذا میسر ہو اور نفس میں کسی بُرائی کے پیدا ہونے کا ڈر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کام میں لاوے اور شکر بجالا دے چوتھی بات مال کی حرص اور اس کے جمع ہونے کی فکر میں لگا رہنا یا یہ کہ جو مال پاس ہے اس کو بیکار خرچ کر کے اڑا ڈالنا کہ دونوں کا نتیجہ دل کا پریشان ہونا ہے۔ حرلیں آدمی تو ہر وقت اسی دھن میں لگا رہے گا اور فضول خرچ مال ختم ہونے کے بعد آخر پریشانی میں مبتلا ہو گا یا پرلے مال پر نظر دوڑے گا یا پانچویں بات کسی سے دوستی یا دشمنی باندھ لینا دوست اس کو گھیر کر اس کا وقت ضائع کریں گے اور دشمن اس کو ایذا پہنچا کر پریشانی میں ڈالینگے اسی طرح اور جو باتیں پریشانی کا سبب ہوں اور خود ضروری نہ ہوں ان سب سے جہاں تک ہو سکے بہت بچتا ہے۔ البتہ اگر کوئی پریشانی اس طرح پیش آجائے کہ اس نے کام پریشانی کا نہیں کیا تھا یا اس نے کسی شرعی ضرورت سے کیا تھا پھر اس میں کوئی پریشانی آگئی ہے مثلاً کسی سود خوار نے کوئی چیز اس کو دی اس نے لینے سے انکار کر دیا وہ اس کا دشمن ہو گیا تو ایسی پریشانی سے باطن کا نقصان نہ ہو گا اگر ایسی پریشانی میں مبتلا ہو جائے تو بے چین نہ ہو حق تعالیٰ پر نظر اور بھروسہ رکھے وہ مدد فرمائے گا اگر کچھ تکلیف بھی پہنچے تو اس میں حکمت الہی سمجھ کر اس پر راضی رہے اس سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی اور رضامندی اور زیادہ حاصل ہوگی۔

**ہدایت آٹھویں :** جو باتیں اختیاری ہیں ان میں تو کسی نہ کرے اور جو باتیں اختیاری نہیں اگر وہ اچھی ہیں تو ان کے پیچھے نہ پڑے اور اگر ناگوار ہونے والی ہیں تو ان کے دور کرنے کی فکر میں نہ پڑے مثلاً نماز یا تلاوت قرآن یا ذکر کے اندر یہ تو اختیار میں ہے کہ اپنے دل کو اگرچہ زور لگا کر ہمتو بہ رکھے جس کے کسی طریقہ میں مثلاً ایک طریقہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات کا خیال

باندھے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لفظوں کے معنی و مطلب کی طرف دھیان رکھے  
یا فقط لفظوں کی طرف خیال رکھے اس طرح کہ ہر ہر لفظ کو سوچ کر زبان سے  
نکالے پس اس میں تو کمی نہ کرے باقی نماز میں یا تلاوت قرآن کے وقت جی نہ لگنا  
یا مزہ نہ آنا یا دوسوسوں اور خطروں کا کثرت سے آنا خواہ وہ کتنے ہی برے ہوں  
یہ بات اختیار سے باہر ہے اس کی فکر نہ کرے اپنا اختیاری کام کئے جائے اس کی  
خاصیت یہ ہے کہ وہ خیالات خود ہی کم ہو جاتے ہیں خاص کر دوسوسوں کی طرف  
تو ذرا ابھی توجہ نہ کرے نہ دوسوسہ کے آنے سے ریج و غم کرے اس سے دوسوسوں  
کو دینی زیادتی مہلتی ہے پھر سخت پریشانی میں مبتلا ہونا پڑتا ہے اس کا عمدہ علاج  
یہی ہے کہ اپنے ذکر وغیرہ کی طرف اپنی توجہ کو پھر تازہ کر لیا کرے اور اس دوسوسہ  
سے بالکل بے پردائی اختیار کر لے اس سے وہ آپ ہی آپ جاتا رہے گا اور مثلاً  
اللہ کی فرمانبرداری اختیار ہے اس میں سستی نہ کرے اور یہ باتیں اختیار  
سے باہر ہیں اچھا خواب دیکھنا، دعا قبول ہونا، ذکر کے اثر سے ترپنے لگنا بے  
اختیار رہنا آنا وغیرہ ان باتوں کے ہونے کی فکر نہ کرے یا مثلاً گناہ  
اختیاری ہے اس کے پاس نہ جائے اور یہ چیزیں اختیاری نہیں بُرا خواب  
طبیعت میں تازگی نہ ہونا، رزق میں کمی ہونا ذکر میں کسی چیز کا نظر نہ آنا یا کوئی  
اثر معلوم نہ ہونا بیمار ہو جانا وغیرہ ان سے پریشان نہ ہو یا مثلاً کسی سے  
بے ارادہ عشق ہو جانا اختیاری نہیں اس میں کوئی گناہ اور نقصان نہیں  
اگرچہ تکلف ہے لیکن یہ باتیں اختیار میں ہیں اس کو دیکھتا، اس سے باتیں کرنا  
اس کی آواز سننا، اس کے پاس آنا جانا اس کا خیال دل میں لانا، اس کو سوچ کر  
دل سے لذت لینا ان سے بچنا ضروری ہے اور اکثر اس تدبیر سے وہ عشق بھی  
کم ہو جاتا ہے اور اگر اس میں کوتاہی کرے گا گنہگار ہو گا اور دل سیاہ ہو جاوے گا  
یا مثلاً کسی گناہ کی طرف کو مائل ہونا غیر اختیاری ہے اس کے دور کرنے کی  
فکر میں نہ پڑے البتہ گناہ اختیار ہے اس سے بچے اس خواہش پر عمل نہ کرے

جو شخص غیر اختیاری چیزوں کے حاصل کرنے یا دور کرنے کی فکر میں رہتا ہے تمام عمر اس کی پریشانی میں گزرتی ہے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اپنی وجہوں سے اپنے کو مردود سمجھ لیا سمجھ بعض نے تو خود کشی کر لی ہے اور بعض ذکر و عبادت چھوڑ کر گناہ بے دھڑک کرنے لگے عرض کہ ان لوگوں نے ایمان کا نقصان کیا یا ایمان کے ساتھ جان کا بھی نقصان کیا کیونکہ خود کشی کرنے میں جان بھی گئی اور گناہ گار بھی ہوئے یہ تو ایمان اور جان کا نقصان ہے اور ذکر و عبادت چھوڑنے اور گناہ کرنے میں ثواب سے محروم ہے اور گناہ گار ہوئے یہ ایمان کا نقصان ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو باتیں غیر اختیاری ہیں ان میں جو باتیں ایسی ہیں کہ ان کے ہونے کو جی چاہتا ہے ان کا ہونا کبھی درویشی کی راہ چلنے والے کے لئے خرابی کا سبب بھی ہو جاتا ہے مثلاً اپنے کو کامل سمجھنے لگا اور اس سے اپنے کو اوروں سے اچھا سمجھنے لگا یا کمال کا دعویٰ کرنے لگا یا اس کی وجہ سے بزرگ مشہور ہو گیا اور اس سے نقصان ہو اسی طرح ان چیزوں کا حاصل نہ ہونا اس کے نفع کا سبب ہو جاتا ہے مثلاً اپنے کو ناکارہ حقیر سمجھنے لگا اور باتیں غیر اختیاری ایسی ہیں کہ ان کا ہونا آدمی کو ناگوار ہوتا ہے ان کا ہونا کبھی مفید ہو جاتا ہے مثلاً اس کے برداشت کرنے میں مشقت ہوتی ہے جو ایک طرح کا مجاہدہ ہے اور تنگی ہوتی ہے غم ہوتا ہے جس سے دل کی صفائی ہو جاتی ہے ایسی جگہوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے عَسَىٰ اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لِّكُمْ وَّ عَسَىٰ اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لِّكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (یعنی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کا ہونا تم اپنے لئے ناپسند کرتے ہو اور واقع میں اس کا ہونا تمہارے حق میں بُرا ہوتا ہے البتہ اگر پسندیدہ باتیں ان خود حاصل ہو جاویں تو نعمت الہی سمجھ کر شکر کرے جیسا کہ ان چیزوں کے نہ حاصل ہونے کو کبھی ایک اعتبار سے جس کا ابھی بیان ہوا ہے نعمت سمجھ کر شکر کرے خوب سمجھ لو

ہدایتِ نفوس : آج کل اکثر درویشوں میں بعض رسمیں رائج ہو گئی ہیں سو بعض رسمیں تو محض خلافِ شرع ہیں جیسے قبر کے گرد گھومنا یا قبر کو بوسہ دینا



یا اس پر خلافت ڈالنا یا بزرگوں کی منت ماننا یا ان سے کچھ مانگنا اور بعض  
رسمیں خود جائز تھیں مگر ان کے ساتھ ناجائز باتیں مل جانے سے ناجائز ہو گئیں  
ہیں جیسے عرس یا گانا سننا یا قل پنج آیت یا مجلس مولود شریف کی کہ عام لوگ  
ان باتوں کے منع کرنے یا خورد نہ کرنے یا درویشی کے خلافت سمجھتے ہیں۔

ان رسموں میں جو خرابیاں ہیں ان کو پورے طور سے حق نے اصلاح الرسوم و  
حق السماع و تعلیم الدین کے حصہ پنجم و حفظ الایمان میں سکھایا ہے اور بعض اس  
میں ایسی ہیں کہ اگر ان کو داخل بزرگی سمجھا جائے اور یہ سمجھا جائے کہ ان سے اللہ  
تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے تو یہ نہایت بری بدعت ہے اور اگر اعتقاد میں  
کوئی خرابی نہ ہو تب بھی محض دنیا ہے جیسے عمل پڑھنا اور حلال جانوروں کا گوشت  
چھوڑ دینا اور بعض رسمیں اچھی ہیں اگر ان میں عقیدے کی خرابی نہ ہو مثلاً شجرہ  
پڑھنا کہ اس میں مقبول بندوں کے ناموں کو واسطہ دعا میں قرار دیا جاتا ہے جس کا  
جواز حدیثوں سے ثابت ہے لیکن اگر شجرہ پڑھنے میں یہ سمجھا جائے کہ ان حضرات  
کے نام پڑھنے سے یہ فائدہ ہو گا کہ وہ ہمارے حال پر متوجہ رہیں گے تو بالکل غلط اور  
بے سند عقیدہ ہے جس کی ممانعت اس آیت سے ثابت ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ  
لَكَ بِهِ عِلْمٌ یعنی جو بات تجھ کو معلوم نہ ہو اس پر عمل درآمد نہ کرا اور مثلاً  
درویشی کی کتابوں کا دیکھنا۔ ہاں اگر کوئی ایسا عالم ہو کہ علم معقول یعنی منطقی وغیرہ  
اور علم منقول یعنی تفسیر حدیث فقہ یہ سب اچھی طرح سے جانتا ہو اور ایسے بزرگوں کا  
صحبت یافتہ ہو جو علم درویشی کو خوب جانتے ہوں وہ اگر کتابیں دیکھے تو حرج نہیں  
ورنہ ان کا دیکھنا دین و ایمان کو بہرا کرنے والا ہے اس لئے اس قسم کی کتابیں ہرگز  
نہ دیکھی جاویں جیسے مشنری مولانا نے روم، دیوان حافظ یا دوسرے بزرگوں کے ملفوظ یعنی جو  
باتیں انہوں نے بیان کیں اور مریدوں نے ان کو جمع کر کے کتاب بنالی جبکہ ان مکتوبات  
اور ملفوظات میں درویشی کے سبب یا جو کیفیتیں ان بزرگوں میں پیدا ہوئی تھیں ان  
کا بیان ہو بلکہ جن کتابوں میں ان بزرگوں کی حکایتیں ہوں ان کو بھی نہ دیکھے یہ سب

کتابیں عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔

**ہدایت دھم:** چونکہ بعض آدمی مردوں یا عورت مرید ہو کر بھی اپنی حالت اور عادت درست نہیں کرتے اس لئے اس کے بارہ میں بھی کچھ ضروری باتیں لکھے دیتا ہوں باقی پورے طور سے مسئلوں کا بیان دین کی کتابوں میں ہے۔

**عام مردوں کو نصیحت یعنی جو عالم نہیں ہیں**

عالموں سے بہت ملتے رہو ان سے مسئلے پوچھتے رہو اگر پڑھے ہوئے ہو تو بہشتی زیور اور بہشتی گوہر یا اس کی جگہ صفائی معاملات اور مفتاح الجنۃ کو دیکھتے رہو اور اس پر عمل کرتے رہو لباس خلاف شرع مت پہنو جیسے ٹخنوں سے نیچا پانچامہ یا جیسے کوٹ پتلون یا ریشمی یا زرد دوزی کا کپڑا یا چار انگل سے چوڑی سچی لیس دار ٹوپی یا اتنے ہی کام کا سچا کا مدار جو تار، وارضی مست کٹاؤ اور نہ اس کو منڈواؤ البتہ ایک مٹھی سے جتنی زائد ہو اس کا اختیار ہے چاہے کٹاؤ لو چاہے رہنے دو جتنی رسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے طریقہ کے خلاف پھیلی ہوئی ہیں سب کو چھوڑ دو وہ رسمیں دنیا کے رنگ میں ہوں خواہ دین کے رنگ میں جیسے مولود، فاسخ، عرس، اور شادی میں ساجنٹ اور برات اور مہمانداری یا نام کے لئے کھانا پکوانا اور کھلانا یا نام کے لئے دینا دلانا عقیقہ اور ختنہ اور لبیم اللہ کے مکتب میں لوگوں کا جمع ہونا یہ سب ترک کر دو نہ اپنے گھر گردنہ دوسرے کے یہاں شریک ہو یا غنی میں تیجا دسواں چالیسواں وغیرہ شب برات کا حلوہ یا محرم کو تیرہار منانا نہ خود گردنہ دوسرے کے یہاں جا کر ان کاموں میں شریک ہو میلوں کھیلوں میں مت جاؤ نہ اپنے بچوں کو جانے دو اور ان کو ایسی بیہودہ باتوں کے لئے پیسے بھی مت دو جیسے کنکوا (یعنی پتنگ) آتش بازی، تصویر دار کھلوانے وغیرہ زبان کو غیبت اور کالی گلوچ سے بچاؤ جماعت کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھو، کسی عورت یا لڑکے کی طرف بری

عہ جس کو بعض فواح میں بری کہتے ہیں۔

نگاہ سے مت دیکھو، گانا بجانا مت سنو، پیر سے ہر کام کے لئے تعویذ گنڈے مت  
 مانگا کر دیکھو اس سے دین کی باتیں سیکھو البتہ دعا کرانے کا مضائقہ نہیں، ایسا  
 مت سمجھو کہ اگر نذرانہ موجود نہ ہو تو پیر کے پاس کیا جاویں یہ مت سمجھو کہ پیر کو  
 سب خبر رہتی ہے اُن سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے، درویشی کی کتابیں مت  
 دیکھو اور نہ ایسی باتیں پوچھو، تقدیر کے مسئلے میں بحث مت کرو، پیر نے جو  
 بتلادیا وہ کئے جاؤ، رشوت اور سود مت لو رہن کی آمدنی بھی سود ہے اس سے  
 کبھی بچو اور جتنے لین دین خلاف شرع ہیں سب سے بچو، خواب پر بدون مسئلہ  
 پوچھے عمل مت کرو اگر پیر کے پاس جاؤ اور وہ اپنے کسی کام میں لگا ہو تو اس کے  
 کام میں حرج مت ڈالو، ایسی جگہ مت بیٹھو کہ اس کا دل تم کو دیکھ دیکھ کر بٹ  
 جاوے کہیں کناٹے پر بیٹھ جاؤ جب وہ کام سے چھٹی پاوے اس وقت سنا  
 جاؤ تعلیم المطالب منگاؤ اور دیکھو تعلیم الدین کے چار حصے ازل کے دیکھ لو  
 اور جزائر الاعمال بھی دیکھ لو۔

### عام عورتوں کو نصیحت

شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لئے  
 ٹوٹنے ٹوٹکے مت کرو۔ فال مت کھلو۔ فاتحہ نیاز ولیوں کی مت کرو،  
 بزرگوں کی منت مت مانو شب برات، محرم، عرفہ، تبارک کی روٹی، تیرہ تیزی کی  
 گھونگھنیاں کچھ مت کرو جس سے شرع میں پردہ ہے چاہے وہ پیر ہوا اور چاہے  
 کیسا ہی نزدیک کانا تہ دار ہو جیسے دیور، جٹھہ خالہ کا یا پھوپھی کا یا ماموں کا بیٹا یا  
 بہنوئی یا نندوئی یا منہ بولا بھائی یا منہ بولا باپ ان سب سے خوب پردہ کرو  
 خلاف شرع لباس مت پہنو جیسے کلیوں دار یا سجامہ یا ایسا کرتا کہ جس میں پیٹ  
 پیٹھ یا کلائی یا بازو دکھائے ہوں یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے  
 بال جھلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دو۔ لمبی آستینوں کا اور منہ پر کپڑے کا کرتہ بناؤ

اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہوا اور دھیان کر کے سر پر سے مت ہٹنے دوہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہ ہو تو اس وقت سر کھولنے میں ڈر نہیں کسی کو جھانکنا کہ مت بیکھو، بیاہ، شادی موندن، چلہ چھٹی منگنی، چوتھی وغیرہ میں کہیں مت جاؤ نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ کوئی کام نام کے واسطے مت کر دو کو سنے اور طعنے دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ پانچوں وقت نماز اول وقت پڑھو اور جی لگا کر تھام تھام کر پڑھو رکوع سجدہ اچھی طرح کر دایام سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو کسی وقت نماز ایام بند ہونے کے بعد رہ نہ جائے اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ لچکا وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوٰۃ لگاؤ بہشتی زیور ایک کتاب ہے اس کو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو اور اس پر چلا کرو، خاوند کی تابعداری کرو اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کرو گانا کبھی مت سنو اگر تم قرآن پڑھتی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کر جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کے لئے مول لینا ہو پہلے کسی عالم کو دکھلاؤ اگر وہ صحیح اور معتبر بتلاویں تو خریدو ورنہ مت بوجھاؤ رسم رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی ہو وہاں مت جاؤ۔ اور نہ بانٹنے میں شریک ہو۔

### خاص ذکر و شغل کرنے والوں کو نصیحت

ادھر کی نصیحتیں دیکھ لو ہر بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کا اہتمام کرو اس سے دل میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے اگر کوئی شخص کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف کرے تو صبر کرو جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو خاص کر عفتہ کی حالت میں بہت سنبھلا کر دیکھی اپنے کو صاحب کمال مت سمجھو۔ جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے سوچ لیا کرو جب خوب اطمینان ہو جائے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی دین یا دنیا کی ضرورت یا فائدہ ہے اس وقت زبان سے نکالو کسی برے آدمی کی بھی بُرائی مت کرو نہ سنو کسی ایسے درویش پر جس پر کوئی حال درویشی کا غالب ہوا درود



کوئی بات تمہارے خیال میں دین کے خلاف کرتا ہو اس پر طعن مت کر دے کسی مسلمان کو اگرچہ وہ گنہ گار یا چھوٹے درجے کا ہو حقیقت سمجھو مال و عزت کی طمع و حرص مت کرو۔ تعمیری گنڈوں کا شغل مت رکھو اس سے عام لوگ گھبراتے ہیں جہاں تک ہو سکے ذکر کرنے والوں کے ساتھ رہو اس سے دل میں نوریت و شوق بڑھتا ہے دنیا کا کام بہت مت بڑھاؤ بے ضرورت اور بے فائدہ لوگوں سے زیادہ مت ملو اور جب ملنا ہو تو خوش خلقی سے ملو اور جب کام ہو جاوے تو ان سے الگ ہو جاؤ خاص کر جان پہچان والوں سے بہت سچو یا تو اللہ والوں کی صحبت ڈھونڈو یا ایسے معمولی لوگوں سے ملو جن سے جان پہچان نہ ہو ایسے لوگوں سے نقصان کم ہوتا ہے۔

اگر تمہارے دل میں کوئی کیفیت پیدا ہو یا کوئی علم عجیب آوے تو اپنے پیر کو اطلاع کر دے پیر سے کسی خاص شغل کی درخواست مت کر دے ذکر میں جو اثر پیدا ہو سوائے اپنے پیر کے کسی سے مت کہو اگر درویشی کی کتابیں دیکھنے کا شوق ہو تو پہلے تعلیم الدین کا حصہ پنجم اور کلید مشنری دیکھو بشرطیکہ تم علم معقول و علم منقول دونوں خوب جانتے ہو۔ بات کو بنایا مت کر دے بلکہ جب تم کو اپنی غلطی معلوم ہو جاوے فوراً اقرار کر لو ہر حالت میں اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کرو اور دین پر قائم رہنے کی درخواست کرو والسلام فقط۔

تمام شد تسهیل قصد السبیل

# قصد السبیل کا ضمیمہ

## درویشی کی راہ کا حاصل

(۱) نہ اس میں کشف کا ہونا ضروری ہے رکشف اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز اور لوگ نہیں دیکھتے ہیں وہ دل میں صفائی ہونے کی وجہ سے دل کی آنکھوں سے نظر آ جاوے یا جو چیز ابھی واقع نہیں ہوئی ہے آئندہ ہونے والی ہے وہ معلوم ہو جاوے) نہ کرامت کا ہونا ضروری ہے رکرامت اس کو کہتے ہیں کہ درویش سے ایسے کام ہوں جو اور لوگ نہیں کر سکتے ہیں کشف و کرامت کسی ولی سے ہوتا ہے اور کسی سے بالکل نہیں ہوتا۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی بزرگ کا مرید ہو تو پیر اس کا ذمہ دار نہیں ہو جاتا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ضرور بخشو گئے گا۔

(۳) پیر کی طرف سے مرید سے اس کا بھی وعدہ نہیں ہوتا کہ تمہاری دنیا کے جو کام انکلیں گے پیر صاحب تعویذ گنڈے کر کے ان کاموں کو بنادیں گے یا جو مقدمے ہونگے وہ پیر کی دُعا سے ضرور فتح ہو جا یا کریں گے یا مرید ہونے سے روزگار میں ترقی ہو جا یا کرے گی یا اگر کوئی بیماری ہوئی تو جھاڑ پھونک سے جاتی رہے گی نہ اس کا وعدہ ہے کہ جو بات ہونے والی ہوگی پہلے ہی سے بتلا دی جاوے گی کہ اس طرح ہونے والی ہے۔

(۴) نہ پیر کے لئے اس بات کا ہونا ضروری ہے کہ اس کی توجہ میں ایسا اثر ہو کہ مرید کی حالت خود بخود درست ہو مرید کو کچھ کرنا ہی نہ پڑے گناہ کا خیال ہی نہ آوے خود بخود عبادت کے کام ہوتے رہیں مرید کو زیادہ ارادہ ہی نہ کرنا پڑے یا علم دین و قرآن پڑھنے میں ذہن و حافظہ بڑھ جاوے۔

(۵) نہ ایسی باطنی کیفیتیں پیدا ہونے کے لئے کوئی وقت مقرر ہے کہ ہر وقت یا عبادت کے وقت لذت سے مست ہے عبادت میں خیالات ہی نہ آویں خوب روزنا

آدے ایسی بے خودی ہو جاوے کہ اپنی پائی خبر نہ ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ بالکل کوئی کیفیت ہی پیدا نہ ہو۔

۶۔ نہ ذکر و شغل کرنے میں نور کا نظر آنا یا کوئی آواز سنائی دینا ضروری ہے۔

۷۔ نہ عمدہ عمدہ خوابوں کا دیکھنا یا جو باتیں دل میں آویں جس کو الہام کہتے ہیں ان کا

اسی طرح سے ہو جانا ضروری ہے بلکہ اصل مقصود حق تعالیٰ کا راضی کرنا ہے جس کا شریعت کے حکموں پر پورے طور سے چلنا ہے لیکن شریعت کے حکم و طرح کے ہیں،

بعض ایسے ہیں جو بدن کے متعلق جیسے نماز کے احکام، روزہ کے احکام، حج کے احکام

زکوٰۃ کے احکام اور جیسے نکاح کے احکام، طلاق کے احکام، میاں کے حقوق بی بی پر،

بی بی کے حقوق میاں پر ان کے احکام اور قسم کے احکام، قسم کے کفارہ کے احکام آپس

میں لین دین کرنے کے احکام، مقدموں میں پیروی کرنے کے احکام، گواہی دینے کے احکام

وصیت کرنے کے احکام، مردہ جو مال چھوڑے اس کے تقسیم کرنے کے احکام اور جیسے

سلام کرنے کے احکام آپس میں بات چیت کرنے کے احکام کھانا کھانے کے متعلق احکام

سونے اٹھنے بیٹھنے کے متعلق احکام کسی کے یہاں مہمان ہو کر جانے کے احکام، اگر اپنے

یہاں کوئی مہمان آوے اس کی مہمانداری کے احکام اور جو شریعت میں اسی قسم کے حکم

ہیں یہ سب احکام تو ہاتھ پیر زبان سے بجالائے جاتے ہیں اور ان حکموں کے مسئلوں

کو علم فقہ کہتے ہیں اور بعض شریعت کے ایسے حکم ہیں جو دل سے متعلق ہیں جیسے خدا

سے محبت رکھنا، خدا سے ڈرنا، خدا کو یاد رکھنا اور کسی دم نہ بھولنا، دنیا سے محبت کم

ہونا، خدا کی طرف سے جو کچھ ہو اس پر راضی رہنا، حرص اور لالچ نہ کرنا، عبادت کرتے

وقت اپنی عبادت کی طرف دھیان رکھنا، دین کے کام کو صرف اللہ کی خوشنودی

کے لئے کرنا کسی کو اپنے سے کم نہ سمجھنا، اپنے کو اچھا نہ سمجھنا غصہ کو روکنا اور جو

اسی قسم کے شریعت میں حکم ہیں یہ سب احکام دل سے بجالائے جاتے ہیں اور ان

باتوں کے حاصل کرنے کا نام سلوک ہے اور جس طرح ان حکموں پر عمل کرنا فرض و واجب ہے جو بدن سے کئے جاتے ہیں اسی طرح ان حکموں پر بھی عمل کرنا فرض و واجب ہے جو دل سے متعلق ہیں اور دل کی خرابیوں سے اکثر ان احکام میں بھی خرابی آجاتی ہے جو بدن کے متعلق ہیں جیسے خدا کی محبت کم ہونے سے نماز میں سستی ہوگئی یا جلدی جلدی رکوع کر لیا یا بخل سے زکوٰۃ اور حج کی محبت نہ ہوئی یا اپنے کو بڑا سمجھنے اور زیادہ غصہ ہونے سے کسی پر ظلم ہو گیا کسی کا حق ادا نہ کیا۔ اسی طرح اور باتوں کو سمجھ لو اور اگر ان ظاہری حکموں کے بجا لانے میں کسی نے احتیاط بھی کی اور اچھی طرح ادا کیا تب بھی جب تک دل کی درستی نہیں ہوتی یہ احتیاط چند روز سے زیادہ نہیں چلتی اس لئے دل کی درستی کا طریقہ کم معلوم ہوتا ہے اور جو معلوم ہوتا ہے تو نفس کی سرکشی سے اس پر عمل کرنا مشکل ہوتا ہے ان ضرورتوں سے پیر کاملؑ تلاش کیا جاتا ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھ کر بتلاتا ہے اور ان کا علاج اور تدبیر بھی بتلاتا ہے اور اس غرض سے کہ نفس میں درستی کا مادہ پیدا ہو جاوے اور علاج کرنا دل کی بیماریوں کا آسان ہو جائے اور جو تدبیر علاج کی بتلائی جائے ان میں اثر اور قوت پیدا ہو جاوے یعنی وہ تدبیریں اپنا اثر جلدی کریں ان امور کی غرض سے کچھ ذکر و شغل بھی بتلاتا ہے اور ویسے ذکر خود بھی عبادت ہے پس درویشی کی راہ چلنے والے کو دو کام کرنا پڑتے ہیں ایک تو ضروری اور وہ شریعت کے دونوں قسم کے احکام کی پابندی ہے وہ احکام بھی جو بدن سے متعلق ہیں اور وہ بھی جو دل سے متعلق ہیں اور دوسرا منتخب اور وہ کثرت ذکر ہے ان احکام کی پابندی سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور نزدیکی حاصل ہوتی ہے اور کثرت سے ذکر کرنے سے زیادہ رضامندی اور زیادہ نزدیکی حاصل ہوتی ہے یہ خلاصہ ہے درویشی کی راہ کا اور درویشی کے مقصود کا۔



# درویشی کی راہ کے حقوق

## مُرید ہو کر یہ کام کرنا پڑیں گے

۱۔ بہشتی زیور کے گیارہ حصے اول سے آخر تک ایک ایک حرف کر کے پڑھنے یا سننے پڑیں گے (۲) اپنی سب حالتیں بہشتی زیور کے موافق رکھنا پڑیں گی (۳) جو کام کرنا ہو اور اس کا جائز و ناجائز ہونا معلوم نہ ہو کرنے سے پہلے سچے عالموں سے پوچھنا پڑے گا اور ان کے بتلانے کے موافق عمل کرنا ہوگا (۴) نماز پانچوں وقت جماعت سے پڑھنا ہوگی البتہ اگر کوئی عذر شرعی ہو تو جماعت معاف ہے اور اگر بلا عذر غفلت سے رہ جاوے ندامت کے ساتھ معافی مانگنا چاہیے (۵) اگر مال بقدر زکوٰۃ ہو تو زکوٰۃ دینا ہوگی مسائل اس کے بہشتی زیور میں ملیں گے اسی طرح کھیت اور باغ کی پیداوار میں دسواں حصہ دینا ہوگا اس کے مسائل زبانی معلوم کر لئے جاویں (۶) اگر حج کی گنجائش ہو تو حج کرنا پڑے گا اسی طرح گنجائش کی صورت میں عید کو صدقہ فطر اور بقر عید کو قربانی ضرور ہوگی (۷) اپنی بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے ہوں گے ان کا یہ بھی دینی حق ہے کہ ان کو ہمیشہ شرع کے احکام بتلاتے رہو آسان طریقہ اس کا پڑھے ہوئے کے لئے یہ ہے کہ رات دن میں بھٹوڑا سا کوئی وقت مقرر کر کے بہشتی زیور اول سے آخر تک اپنے گھر والوں کو پڑھ کر سناویں اور سمجھا دیں اور جب وہ ختم ہو جائے پھر شروع کر دیں جب تک ان کو مسائل حرج اچھی طرح یاد نہ ہو جاویں سنتے رہیں اور ان پڑھو ایسا کریں کہ جو بات دین کی کسی عالم

لے یہ حقوق سب مسلمانوں کے ذمہ واجب ہیں گو کسی سے بیعت بھی نہ ہو ۱۲ لے البتہ عورتوں کے لئے گیارہواں حصہ نہیں ہے ۱۲ لے مگر عورتوں کے لئے جماعت نہیں ہے۔

سے متا کریں اس کو یاد کر کے گھر والوں سے ضرور کہہ دیا کریں۔

## اور یہ کام چھوڑنا پڑے گی

ڈاڑھی منڈانا۔ ڈاڑھی کٹنا جبکہ چار انگل سے زائد نہ ہو۔ ڈاڑھی چڑھانا  
سر میں چاند کھلوانا کھڈی رکھنا یا آگے سے منڈوانا۔ ٹخنوں سے نیچا پاٹجامہ پہننا یا کرتا چوڑے  
ٹخنوں سے نیچا لٹکانا یا عامہ کاشمیر ڈھکی کر سے نیچے چھوڑنا یا کسم و زعفران کا رنگا ہوا یا  
ناپاک رنگ کا رنگا ہو کر یا کپڑا پہننا یا ریشمی یا زری کا لباس چار انگل سے زیادہ پہننا یا لڑکوں  
کو پہننا یا کفار کا لباس یا مردوں کو چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال سے زائد  
یا سونے کی انگوٹھی پہننا یا عورتوں کو کھڑا جوتا یا مردانہ لباس پہننا یا باجھ دار زیور  
پہننا یا ایسا کپڑا یا ایک یا چھوٹا پہننا جس میں بدن کھلا ہے کسی عورت یا بے ڈاڑھی دلے  
وڑکے کو بری رنگاہ سے دیکھنا یا عورتوں لڑکوں سے زیادہ میل جول رکھنا مرد کو کسی  
نا محرم عورت کے پاس یا عورت کو کسی نا محرم مرد کے پاس بیٹھنا یا تنہا مکان میں  
رہنا یا بدن سخت مجبوری کے سامنے آ جانا اگرچہ وہ پیروی ہوں یا رشتہ دار ہوں  
اور جہاں سخت مجبوری ہو وہاں مرد اور بازو اور کلائی اور پنڈلی اور گلا کھولنا نا محرم  
مرد کے سامنے حرام ہے منہ کے سامنے گھونکھٹ رہنا بہتر ہے اور عمدہ پوشاک اور  
زیور سے تو سامنے آنا بالکل ہی برا ہے اسی طرح نا محرم مرد و عورت کا ہاتھ منہنا بولنا  
ضرورت سے زیادہ باتیں کرنا یہ سب چھوڑ دینا چاہیے ختنہ یا عقیقہ یا شادی میں  
جمع ہونا یا برات میں جانا البتہ عین نکاح کے وقت پاس پاس کے مردوں کا جمع کر لینا  
مضان لقمہ نہیں یا کوئی فخر و منور کا کام کرنا جیسے آج کل رسم و رواج کا کھانا کھلانا لینا دینا  
ہوتا ہے اسی میں نو تہ بھی آگیا اس کو کبھی چھوڑنا چاہیے اسی طرح فضول خرچی کو نہ کپڑے  
میں بہت تکلف کرنا کہ یہ کبھی فخر و منور میں داخل ہے مردہ پر چلا کر رونا اس کا نتیجہ  
دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ کرنا دور دور سے عرصہ عرصہ تک میت کے پیچھے آنا بدن  
شرع کے موافق تقسیم کئے ہوئے مردے کے کپڑے خیرات کر دینا لڑکیوں کا حصہ نہ دینا

لے تا ہے یہ پانچوں باتیں عورتوں اور لڑکیوں کے واسطے درست ہیں ۱۲ منہ

اہل حکومت و ریاست کا غریب پر ظلم کرنا جھوٹی نالاش کرنا موروئی کا دعویٰ کرنا رہن  
یا رشوت کی آمدنی کھانا تصویر بنانا یا رکھنا یا براہ شوق گتے پالنا یا کنکوسے و  
آتش بازی یا کبوتر بازی و مرغ بازی وغیرہ کا شغل کرنا یا بچوں کو اجازت اور پیسے لینا  
گانا سننا باجے سے یا بجے باجے اسی میں گراموفون بھی داخل ہے عرسوں میں جانا  
بزرگوں کی منت ماننا، فاسخہ نیاز گیارہویں وغیرہ رواج کے طور پر کرنا رواج کے  
موافق مولود و شریف کرنا تبرکات کی زیارت کے لئے عرس کا سا انتظام کرنا یا اس  
وقت مردوں عورتوں کا خلط یا سامنا ہونا، شبِ برات کا حلو اچکانا یا محرم کو  
تہوار منانا یا رمضان میں ختم قرآن پر شیرینی ضرور کر کے بانٹنا یا ٹوٹکے کرنا یا  
ستیلہ وغیرہ کو ماننا یا فال وغیرہ کھلوانا کسی بخومی یا آسیب سے کوئی بات پوچھنا  
غیبت کرنا چغلی کھانا جھوٹ بولنا۔ تجارت میں دغا کرنا بدون سخت مجبوری کے  
نا جائز نوکری کرنا یا ناجائز نوکری میں کام خراب کرنا عورت کا خاوند کے سامنے  
زبان درازی کرنا یا اس کا مال بلا اجازت خرچ کرنا بلا اجازت کہیں جانا اور حافظوں  
کا مردوں پر قرآن پڑھ کر یا تراویح میں قرآن سنا کر کچھ لینا یا مولویوں کو وعظ پر  
یا مسئلہ بتلانے پر اجرت لینا یا بحث و مباحثہ میں پڑنا یا درویش وضع لوگوں کو پیر  
مریدی کی ہوس کرنا یا تعویذ گندول کا مشغلہ رکھنا یہ ہے مختصر فہرست کرنے نہ کرنے  
کے کاموں کی اور تفصیل احقر کے رسالوں میں بقدر ضرورت ملے گی فقط

## چند مفید باتیں منقول کتاب صیبا القلوب سے

جس کو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکی نے تصنیف فرمایا ہے  
درویشی کی راہ پر چلنے والے کو چاہیے کہ شریعت میں جن باتوں کا حکم ہے ان سب کی  
پابندی کرے اور جو باتیں شریعت میں منع ہیں ان سب سے بچنے کو اپنی ضروری عادات

کر لیے اور ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنے کا اہتمام رکھے اور جن باتوں کی مانعت کھلی ہوئی ہے ان سے بھی اور جن باتوں کے منع ہونے کا شبہ ہے ان سے بھی بچتا رہے اور اگر اتفاقاً کوئی گناہ ہو گیا تو جلدی اس سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگ کر اور نیک کام کر کے کمی کو پورا کرے اور دوسرے وقت پر نہ اٹھا رکھے اور پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھے اور جو باتیں فرض یا واجب یا سنت ہیں ان کو ادا کر کے باقی اوقات کو اپنے دل کی درستی میں گزارے اور کثرت سے نفلیں اور وظیفے پڑھنے میں نہ پڑے بلکہ دل کی درستی کو اپنا فرض دیکھی جانے رہے شروع شروع کی حالت میں ہے پھر جب باطن کی درستی کامل ہو جائے شیخ کامل سے مشورہ لے کر اور اگر شیخ موجود نہ ہو اپنی سمجھ سے کام لے کر نوافل وغیرہ کی کثرت کرے (مترجم) اور کبھی غفلت نہ ہونے پائے اگر ذوق شوق اپنے باطن میں پائے اللہ کا شکر بجالائے اور تھوڑے کو بہت سمجھے اور ہر کام کو اللہ کی خوشنودی کے لئے کرے اور کشف و کرامات سے لذت نہ لے کر بلکہ بیزار ہے اور دل سے چاہے کہ نہ ہو تو اچھا ہے اور حالت بسط میں شکر کرے اور شریعت نے جو حدیں مقرر کر دی ہیں ان کا خیال رکھے اور جب قبض ہو تنگ دل اور ناامید نہ ہو اور کام میں لگا رہے اور سب عبادتوں میں اپنے اور ہر گمان بد کر کے کوتاہی کرنے والا جانے اور اپنے باطنی حال کو جاہل سے نہ کہے اور درویشی کی باتیں علانیہ نہ بیان کرے اور جو شخص ان باتوں کے سننے کے لائق نہ ہو اس سے بھی بیان نہ کرے اور جو لائق اس کے ہو اس سے تنہائی میں بیان کرے اور اپنے وقتوں کا انتظام رکھے اور اپنی طبیعت کے رنگ بدلنے سے دور رہے اور دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں ہے سب کو دل سے چھوڑ دے ورنہ ہزار برس تک ذکر و شغل کرنا بھی کام نہ آوے گا دل آئینہ ہے غیر خدا کے عکس پڑنے سے بچائے اور عزت اور رتبہ کی خواہش سے کہ گرا ہی ہے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت جانے اور غفلت میں ضائع نہ کرے کہ وقت جا کر پھر لوٹ نہیں سکتا اور اس راہ میں قدم جو اندروں کی طرح رکھے اور ادھر ادھر کا غم اور خوشی الگ کرے کہ یہ راہ درویشی میں اللہ سے روکنے والا



ہے اور تاحسب خلاف شرع سے اور اسی طرح جو درویشوں کا منکر ہو اس سے نیز بدعتی سے دُور دُور ہے اور ایسے درویش سے کہ جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو دُور ہے اگرچہ اس سے کرامتیں اور ایسی ایسی باتیں ہوتی ہوں جو اور لوگ نہیں کر سکتے اور اگرچہ آسمان پر اڑتا ہو۔ لوگوں سے ضرورت کے موافق ملے اور ہر اچھے بُرے کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آوے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ تواضع کرے اور عاجزی کو اپنا لباس بنالے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور بات نرمی کے ساتھ کرے اور سکوت اور تنہائی کو دوست رکھے اور اطمینان کے ساتھ اپنے کام میں لگا ہے اور پریشانی کو دل میں نہ آنے دے اور جو بات پیش آئے اللہ کی طرف سے جانے اور ہمیشہ دل کی نگہبانی رکھے تاکہ خیال غیر خدا کا نہ آنے پادے اور دین کے کاموں میں نفع پہنچانا اپنے ذمہ ضروری جانے اور ہر کام کرنے سے پہلے اپنی نیت پاک کرے پھر وہ کام کرے اور کھانے پینے میں اوسط درجہ کا خیال رکھے نہ اس قدر زیادتی کرے کہ سستی پیدا ہو نہ اتنی کمی کرے کہ بسبب ضعف کے عبارت سے رہ جائے اسی طرح ہر کام میں کمی زیادتی سے بچے اور اگر نفس کو تر لقمہ دیا جائے تو اس سے کام بھی لیا جائے اور بہتر تو یہ ہے کہ کھانا اپنی کمائی کا ہو اور اگر توکل کرے تو بھی اچھا اور مناسب ہے بشرط اس کے کہ کسی سے امیدوار نہ رہے اور دل کو غیر اللہ کے تعلق سے پاک رکھے اور کسی سے امید اور خوف حق تعالیٰ کے سوا نہ رکھے اور غیر خدا سے دلچسپی نہ کرے اور خدا تعالیٰ کی تلاش میں بے چین رہے بد دن اس کے نہ آرام ہو نہ راحت اور جس جگہ ہے خدا کی نعمت پر کھڑی ہو یا زیادہ شکر کرے اور محتاجی اور فاقہ اور ہاتھ خالی رہنے اور روزی کم ہونے سے پریشان نہ ہو بلکہ اس میں اپنی عزت اور فخر جانے اور یہ سمجھ کر شکر بجالا دے کہ یہ درجہ نبیوں اور ولیوں کا ہے جو کہ مجھ کو عنایت فرمایا ہے اور اپنے تعلق والوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرے اور ان کی خطاؤں سے درگزر کرے اور غدران کا قبول کرے اور لوگوں کی بد گوئی سے پرہیز کرے اور عیب آدمیوں کے چھپاوے اور اپنا عیب پیش نظر رکھے اور سب مسلمانوں کو اپنے سے اچھا جانے

اور کسی سے بچت و تکلوف نہ کرے اگر چہ اپنی ہی بات ٹھیک ہو اور مہمانداری اور مسافر کی خدمت گذاری اپنا پیشہ بنائے اور غریبوں اور مسکینوں کی صحبت پسند کرے اور عالموں اور نیک لوگوں کی خدمت کرنے کو اپنی عزت جانے اور جو کچھ متیر آئے اس کے موقع پر خرچ کرے تاکہ باطنی نقصان نہ پہنچے اور دل کا لگاؤ کسی چیز کے ساتھ نہ رکھے اور اس کا ہونا نہ ہونا دونوں برابر سمجھے اور غریبوں کا سالہاس دل سے پسند کرے اور جتنا کپڑا یا کھانا ملے اس پر قناعت کرے اور دوسروں کے نفع کو اپنے نفع پر مقدم سمجھے اور کھوک و پیاس کو کہ خدائی غذا ہے دل سے پسند کرے اور کم منے اور بہت روئے اور اللہ کے عذاب اور اس کی بے نیازی سے ڈرتا اور کانپتا ہے اور موت کو جو کہ غیر خدا کو جوڑے اٹھا کر کھینک دینے والی ہے ہر وقت اپنے سامنے رکھے اور دوزخ سے کہ جدائی کی جگہ ہے پناہ مانگے اور بہشت کو کہ وصال کی جگہ ہے طلب کرے اور محاسبہ کو اپنے ذمہ لازم کر لے اور دن کا محاسبہ بعد مغرب اور رات کا محاسبہ بعد صبح کے کیا کرے اور محاسبہ اس کو کہتے ہیں کہ اس کا حساب کرے کہ رات دن میں مجھ سے کتنی نیکیاں اور کتنی بدیاں ہوئی ہیں نیکی پر شکر کرے اور بدی پر توبہ کرے اور اللہ سے معافی مانگے اور بیس بولتا اور حلال مال کھانا اپنی وضع بنائے اور کھیل کود کی محفل میں جو کہ خلاف شرع ہو حاضر نہ ہو اور جہالت کی رسموں سے پرہیز کر لے اور دوستی و دشمنی خفگی رضا مندی جو کچھ ہو اللہ ہی کے لئے ہو اور کسی پر دست درازی نہ کرے اور لالچ نہ کرے اور شرم والا، کم بولنے والا، کم رنجیدہ ہونے والا صلح پسند اللہ کی فرمانبرداری کرنے والا نیکی کرنے والا نیک چلن چھپوری باتوں سے بچنے والا برداشت کرنے والا ہے پس یہ ہیں علامت نیک خصلت کی اور اچھی صفیتیں اور یہ بھی چاہیے کہ جو شخص ان سب باتوں کو حاصل کرے ان پر مغرور نہ ہو اور اپنے اوپر نیک گمان نہ کرے اور یہ بھی چاہیے کہ اولیاء اللہ کے مزاروں اور ہزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوتا رہے اور جب دل ناسخ ہو اس وقت ان کی قبروں

کے پاس بیٹھ کر ان کی روح کی طرف توجہ کرے اور ان کی روحانیت کو اپنے مرشد کی صورت میں خیال کر کے فیض حاصل کرے اور برکت لیوے یہ فیض لینا خاص لوگوں کے لئے ہے عام نہیں ۱۲ مترجم) اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جا کر اپنی موت یاد کرے اور فاتحہ پڑھ کر ان کو ثواب بخشے اور اپنے مرشد کے حکم کو اور اس کے ادب کو سچائے اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کے حکم اور ادب کے جانے اس لئے کہ یہ حضرات اللہ و رسولؐ کے نائب ہیں اور بجائے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی برابر بلکہ مطلب یہ ہے کہ مرشد کی شان کے لائق اس کے احکام مشروع ہیں چون و چرانا کرے اور اس کا دل نہ دکھائے ۱۲ مترجم)

## ملفوظ در سہیل طریق سلوک ملقب بہ

السبیل لعابری السبیل

من مقالات شریفہ حضرت اشرف العلماء حکیم الامتہ مجدد الملت

قطب الارشاد مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب قیاس اللہ سرہ

ضبط کردہ احقر خواجہ عزیز الحسن عفی عنہ

مرقومہ ۷ محرم ۱۲۵۵ھ

عرض کیا گیا کہ حضرت جو فرمایا کرتے ہیں کہ اعمال مامور بہا سب اختیاری ہیں اور اختیاری امور میں کوتاہی کا علاج بجز ہمت اور استعمال اختیار کے اور کچھ نہیں تو یہ تو بظاہر بہت معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے کچھ طریق میں اہمیت ہی کیا رہی فرمایا کہ ہے تو یہ معمولی اور مولیٰ ثبات لیکن لوگوں کی اس کی جانب التفات نہیں حالانکہ اسی پر دار و مدار ہے تمام اصلاحات کا اور یہی ہے اصل علاج تمام کوتاہیوں کا عرض کیا گیا کہ جب آدمی باوجود کوشش کے اپنی اصلاح سے عاجز

ہو جائے تب ہی تو اس کی تدبیر اور معالجہ پوچھتا ہے تو اس سے بھی یہی کہہ دینا کہ ہمت اور اختیار سے کام لو کیونکہ کام نہ ہو سکتا ہے کیونکہ ہمت اور استعمال اختیار کی اسے توفیق ہی نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ دیکھنا یہ ہے کہ وہ استعمال پر قادر ہے یا نہیں ضرور قادر ہے ورنہ نفوس کی تخریب لازم آتی ہے جب استعمال اختیار پر قادر ہے تو ہمت کر کے اختیار کا استعمال کرے جب اختیار کا استعمال کرے گا تو کامیابی لازم ہے ناکامیابی کی کوئی صورت ہی نہیں البتہ دشواری اور کلفت ضرور ہے۔ عرض کیا گیا کہ واقعی قدرت اور اختیار کا تو انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن جب دشواری اور کلفت کی وجہ سے اس کے استعمال ہی کی نوبت نہ آئی تو وہ اختیار مفید ہی کیا ہو کیونکہ نتیجہ تو وہی ہو جو عدم اختیار کی صورت میں ہوتا یعنی عدم صدور اعمال۔ فرمایا کہ جب علاج پوچھا جائے گا تب تو وہی بتایا جائے گا جو دراصل علاج ہے۔ رہی خود اس علاج کے استعمال کی دشواری سو جب اس کے متعلق سوال کیا جاوے گا اس وقت اس کا جواب دیا جاوے گا عرض کیا گیا کہ اب سوال کیا جاتا ہے اس استفسار پر فرمایا کہ اختیاری امور میں کوتاہی کا علاج بجز ہمت اور استعمال اختیار کے اور کچھ نہیں البتہ اس استعمال اختیار میں کلفت اور دشواری ضرور ہوتی ہے سو اس کا علاج بھی یہی ہے کہ باوجود کلفت کے ہمت اور اختیار سے برابر بہ تکلف اور بہ جبر کام لیتا ہے رفتہ رفتہ وہ کلفت تبدیل بہ سہولت ہو جائے گی ساری ریاضت اور سارے مجاہدے ہی اس لئے کئے جاتے ہیں کہ اختیار وادامہ اور اجتناب لوہی میں سہولت پیدا ہو جائے۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ خلوص اور ہمت بس یہ دو چیزیں حاصل ہیں سارے تصوف کا اور ساری پیری مریدی کا کیونکہ اگر ہمت نہ ہوگی تو عمل ہی نہ ہوگا اور اگر خلوص نہ ہو تو عمل ناقص ہوگا اگر ان دو چیزوں کو جمع کر لیا جائے تو پھر شیخ کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ شیخ بھی بس انہیں دو چیزوں کی تعلیم کرتا ہے دفع کلفت اور تحصیل سہولت کا جو طریق ارشاد فرمایا کہ بہ تکلف ہمت اور اختیار سے کام لیتا ہے رفتہ رفتہ سہولت ہونے



لگے گی اس کے ضمن میں یہ بھی فرمایا کہ ہر کام شروع میں مشکل ہوتا ہے مگر کرتے کرتے مشق ہو جاتی ہے اور پھر نہایت سہولت کے ساتھ ہونے لگتا ہے جیسے سبق شروع میں دشوار ہوتا ہے مگر رٹے رٹے یاد ہو جاتا ہے اگر شروع کی کلفت اور تعب کو دیکھ کر ہمت ہار دی تو پھر کوئی صورت ہی کامیابی کی نہیں اور اگر برداشت کر لی تو چند روز کے بعد دیکھے گا کہ سہولت کے ساتھ وہ عمل ہونے لگے گا۔

ع۔ چند روزے جہد کن باقی بخند

جب حضرت یہ بیان فرما رہے تھے کہ اخلاص و محبت خلاصہ ہیں تصوف کا تو ایک صاحب نے عرض کیا کہ کیا اخلاص بھی اختیاری ہے فرمایا اور اختیار کیوں نہ ہوتا کیا گھی کا خالص رکھنا اختیار میں نہیں اس میں چربی نہ ملائے تیل نہ ملائے پس وہ گھی بقول عوام (ظرافت کے لہجے میں) خالص ہے یعنی خالص ہے اور عبادت کے خالص رکھنے ہی کو اخلاص کہتے ہیں عرض کیا گیا کہ شیخ کی دعا و برکت کو بھی بہت بڑا دخل ہے اصلاح میں فرمایا کہ برکت کا انکار نہیں مگر اس کا درجہ بھی تو متعین کرنا چاہیے اس کا مرتبہ صرف ایسا ہے جیسا عرق سونف کا مرتبہ مسہل میں کہ اس سے اعانت ضروری ہوتی ہے مسہل میں مگر کیا محض عرق سونف بغیر مسہل کے کارآمد ہو سکتا ہے اور مسہل کا کام دے سکتا ہے ہرگز نہیں عرض کیا گیا کہ اس کا تو مشاہدہ ہے کہ شیخ کی دعا و توجہ کی برکت سے بہت کچھ تغیر اپنی حالت میں محسوس ہونے لگتا ہے فرمایا کہ مسہل میں ادھر عرق سونف پیا ادھر دھڑا دھڑا دست آنے شروع ہو گئے تو کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اکیلا عرق سونف کافی ہو گیا ہے حضرت نری دعا و برکت سے کچھ نہیں ہوتا جب تک خود اپنے اختیار کو کام میں نہ لائے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی صاحب برکت ہو سکتا ہے نہ مقبول الدعوات حضرت کے چچا ابو طالب کیسے جاں نثار اور عاشق زار تھے، حضور نے دعا بھی دل و جان سے کی کہ وہ مسلمان ہو جائیں اصرار بھی فرمایا مگر چونکہ

خود انھوں نے نہ چاہا ایمان نصیب نہ ہوا بالکل طبیب اور مریض کی سی مثال ہے اگر مریض دوا نہ پئے تو کیا محض طبیب کی شفقت اور توجہ سے مریض اچھا ہو جائے گا صحت تو اس کے نسخہ ہی سے ہوگی اسی طرح اگر کچھ سبق یاد نہ کرے تو سبق کیسے یاد ہو جائے گا محض استاد کی توجہ سے تو سبق یاد نہیں ہو سکتا وہ تو یاد کرنے ہی سے یاد ہوگا۔ عرض کیا گیا کہ شیخ کی برکت سے توفیق ہو جاتی ہے فرمایا کہ یہ تو میں کہہ ہی چکا ہوں کہ برکت معین ضرور ہے مگر کافی نہیں اس کا دخل دخل اعانت ہے دخل کفایت نہیں یہاں تک کہ محض شیخ کی برکت تو ہرگز کافی نہیں ہو سکتی مگر یہ ہو سکتا ہے کہ محض سمیت اور استعمال اختیاری کافی ہو جائے میں تو ان باتوں کو علی الاعلان کہتا ہوں خواہ مخواہ میں اپنے متعلقین کو مقید بنانا نہیں چاہتا اگر کوئی شخص اپنی اصلاح خود کر سکے تو چشم ماروشن دل ماشاد خوشی کا مقام ہے کیونکہ ہمارا بوجہ ہلکا ہوا عرض کیا گیا کہ یہ فقر یہ کہیں اس کے تو خلات نہ ہو جائے گی۔

بے رقیبے ہر کہ شد در راہ عشق      عمر بگذشت دل شد آگاہ عشق  
فرمایا کہ خلات کیوں ہوتی یہ تو اور ہماری مؤید ہے آگاہ عشق فرمایا ہے یعنی بلا شیخ کے آگاہ نہ ہوگا علم کا درجہ حاصل نہ ہوگا سو اس سے ہیں کب انکار ہے شیخ راہ بتائے گا اگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ گھسیٹ کر لے چلے گا۔ اندھے کو سوا نکھارا راہ بتاتا ہے گود میں تو اٹھا کر نہیں لے جاتا راستہ تو قطع خود اس کے چلنے ہی سے ہوگا راستہ بتانا تو بیشک شیخ کا کام ہے۔ لیکن اس کا قطع کرنا تو سب ہی کے ذمہ ہے۔

جامع عرض کرتا ہے کہ اس جگہ حضرت کا ایک پُرانا ملفوظ یاد آ گیا ایک صاحب کو بہت مفصل طور پر راہ سلوک کی حقیقت بیان فرما کر فرمایا کہ الحمد للہ میں تو طالب کو ایک جلسہ میں خدا تک پہنچا دیتا ہوں کیونکہ مقصود کی حقیقت بتلا دینا گو یا مقصود ہی تک پہنچا دینا ہے اگر کوئی راستہ بتائے

ادر دکھائے کہ دیکھو وہ چراغ جل رہا ہے تو یہ اس کو گویا چراغ ہی تک پہنچا دینا ہے اب صرت راستہ ہی چلنا باقی رہ جاتا ہے سو یہ طالب کے اختیار میں ہے قدم اٹھانا چلا جائے مقصود تک پہنچ جائے گا۔

اختیار کے متعلق استفسار پر فرمایا کہ اختیار تو بدہیات بلکہ محسوسات میں سے ہے اور بدہیات و محسوس کے لئے دلائل کی حاجت نہیں ہوا کرتی اختیار کا ہونا تو اتنا ظاہر ہے کہ انسان تو انسان جانوروں تک کو اس کا ادراک ہے دیکھئے اگر کسی کتے کو لکڑی سے مارا جائے تو وہ مارنے والے پر حملہ کرتا ہے نہ کہ لکڑی پر۔ اس کو بھی یہ امتیاز ہوتا ہے کہ کون مختار ہے کون مجبور۔ ہر شخص اپنے وجدان کو ٹٹول کر دیکھ لے کہ حجب وہ کوئی ناشائستہ حرکت کرتا ہے تو اس کو خجالت ہوتی ہے اگر وہ اپنے کو مجبور سمجھتا تو پھر خجالت کیوں ہوتی خجالت تو اپنے اختیاری فعل ہی پر ہو سکتی ہے لہذا یہ یقینی ہے کہ انسان مختار ہے اور یہ مسئلہ اختیار اس قدر ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنے اندر صفت اختیار کو وجدانا اور طبعاً محسوس کرتا ہے حتیٰ کہ جو جبری ہیں وہ بھی تو لا جبری ہیں وجدانا وہ بھی اختیار کے قائل ہیں کسی کو اس سے مجال الکا نہیں بچھ دوسری بات یہ ہے کہ اس مسئلہ کی کنہ اور حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ معلوم ہو سکتی ہے مگر کسی شے کی حقیقت معلوم نہ ہونے سے اس کے وجود کا انکار نہیں کیا جاسکتا اختیار اور روشنی کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں لیکن اس کا وجود بالکل واضح اور مشاہد ہے کیا اس کے وجود کا کوئی انکار کر سکتا ہے حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت سادہ اور سہل عنوان سے اس مسئلہ جبر و اختیار کو بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں ے

زارى ماشد دليل اضطرار      خجالت ماشد دليل اختيار

اگر اضطرار نہیں تو یہ زاری کیوں ہے اور اگر اختیار نہیں تو اپنے کئے پر مثر مساری کیوں ہے غرض نہ خالص جبر ہے نہ خالص اختیار ہے اختیار خالص

نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ ماتحت ہے اختیار حق کے مستقل اختیار نہیں ہے ،  
 بہر حال انسان میں صفت اختیار کا ہونا قطعی ہے جب یہ ہے تو اپنی اصلاح  
 کرنے میں بھی صفت اختیار کا استعمال کرنا چاہیے جب تک یہ نہ کرے گا اصلاح  
 ممکن ہی نہ ہوگی مثلاً کسی میں بخل ہے تو کیا نہی ذکر و شغل یا شیخ کی دعا و توجہ  
 اور برکت سے یہ رذیلہ زائل ہو سکتا ہے ہرگز نہیں یہ رذیلہ تو نفس کی مقادمت  
 ہی سے زائل ہوگا البتہ ذکر و شغل وغیرہ معین ضرور ہو جائیں گے مگر کافی ہرگز  
 نہیں ہو سکتے۔ حضرت شیخ عبدالقدوسؒ کنگوہی قدس سرہ العزیز جا بجا اپنے مکتوبات  
 میں یہی فرماتے ہیں سے

کارکن کار بگذارد از گرفتار      کاندہیں راہ کار باید کار  
 کام ہی کرنے سے کام چلتا ہے نرمی تمناؤں یا نرمی دعاؤں سے کچھ نہیں ہوتا  
 عرض کیا گیا کہ بعض بزرگوں کی توجہ سے تو بڑے بڑے بدکاروں کی خود بخود اصلاح  
 ہو گئی ہے۔ فرمایا کہ یہ ایک قسم کا تصرف ہے اور ایسا تصرف نہ اختیار ہی ہے  
 نہ بزرگی کے لئے لازم بہت سے بزرگوں میں تصرف باکل بھی نہیں ہوتا اور  
 پھر نیز تصرف کے اثر کو اکثر بقاء بھی نہیں ہوتی کچھ دن بعد پھر ویسے کے  
 ویسے ہی بخلاف اس اثر کے جو کہ ہمت اور اعمال کے واسطے سے ہوتا ہے وہ  
 باقی رہتا ہے، توجہ کے اثر کی تو ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص تنور کے پاس بیٹھ  
 گیا تو جب تک وہاں بیٹھا ہوا ہے تمام بدن گرم ہے مگر جیسے ہی وہاں سے  
 ہٹا پھر ٹھنڈے کا ٹھنڈا اور اعمال کے ذریعہ سے جو اثر ہوتا ہے وہ ایسا ہے  
 کہ جیسے کسی نے کشتہ طلا رکھا کر اپنے اندر حرارت غریزہ پیدا کر لی تو وہ  
 اگر شملہ پہاڑ بھی چلا جائے گا تب بھی وہ حرارت بدستور باقی رہے گی اور صل  
 نفع وہی ہے جو باقی رہے۔ غرض نرمی دعا و توجہ پر بیٹھ رہنا اور خود اپنی اصلاح  
 نہ کرنا محض خیال خام ہے۔

پھر ان شبہات کے پیش کرنے پر مزاحاً فرمایا کہ میں تو گویا یہ طب اکبر لوگوں



کے لئے پیش کر رہا ہوں مگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کے درقوں پر کاغذ چپکا چپکا کر اس کے مضامین کو چھپائے رکھیں۔ عرض کیا گیا کہ جبلت تو کسی کی بدل سکتی نہیں پھر جبلی صفات رذیلہ کی اصلاح کیونکر اختیار میں ہو سکتی ہے فرمایا کہ تعجب ہے کہ آپ کو ابھی تک یہ شبہات ہیں یہ تو فرمائیے کہ مادہ جبلی ہوتا ہے یا فعل بھی جبلی ہوتا ہے یہ تو مانا کہ مادہ اختیار میں نہیں ہے مگر فعل تو اختیار میں ہے وہ تو جبلی نہیں مادہ بیشک زائل نہیں ہوتا مگر اس کے مقتضا پر عمل کرنا نہ کرنا یہ تو اختیار میں ہے اور اسی کا انسان مکلف ہے اور بار بار اس مقتضا کی مخالفت کرنے سے وہ مادہ بھی ضعیف ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ بڑے کام کی باتیں ہیں اور دراصل تعلیم کے لائق یہی باتیں ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ آج کل ان باتوں کا کہیں تذکرہ نہیں نہ علماء کے یہاں مشائخ کے یہاں تصوف کی ایک مبہم صورت بنا رکھی ہے اسی وجہ سے مدت سے اس کی حقیقت مستور چلی آئی تھی مگر الحمد للہ اس وقت ایسا وضوح ہو گیا ہے کہ کوئی خفا اور التباس کسی قسم کا اس میں باقی نہیں رہا مجھے تو بحمد للہ کسی مسئلہ تصوف میں مطلق شبہ یا حیلان نہیں نہ طالب کی کسی حالت کی حقیقت معلوم کرنے میں نہ اس کی اصلاح کی تدابیر تجویز کرنے میں خواہ کسی کی کیسی ہی الجھی ہوئی حالت ہو۔ میں خیر خواہی سے عرض کرتا ہوں کہ اس وضوح کو اس زمانہ میں غنیمت سمجھ کر اس کی قدر کرنی چاہیئے اور اس سے نفی ہونا چاہیئے جامع عرض کرتا ہے کہ ایک زمانہ میں حضرت نے طریق اصلاح کا خلاصہ ایک طالب کو جنہوں نے اپنے اندر صد ہا عیوب کا ہونا بیان کیا تھا اور اپنی اصلاح سے مایوسی ظاہر کی تھی صرف استحضار اور ہمت تجویز کیا تھا اور اس سے ان کو بہت نفع ہوا تھا۔ اس تجویز کا اور اس تقریر کا حاصل ایک ہی ہے دونوں ایک ہی معنوں کے عنوان ہیں اخلاص اور ہمت میں بھی اصل چیز ہمت ہے کیونکہ اخلاص پیدا کرنے کے لئے یہی ہمت ہی کی ضرورت ہوگی اور ہمت کا معین استحضار ہے اور

استحضار کی صورتیں مختلف ہیں جو صورت شیخ تجویز کرے اُس پر عمل کرے مثلاً ہر کوتاہی پر دس یا کم و بیش نفل بطور جرمانہ ادا کرنا تاکہ جب دوسرا موقع کوتاہی کا پیش آئے جرمانہ کے خوف سے استحضار کی کیفیت پیدا ہو جائے اور جب استحضار اور ہمت کا اہتمام رکھے گا انشاء اللہ تعالیٰ کوتاہیوں سے محفوظ رہے گا اور رفتہ رفتہ پوری اصلاح ہو جائے گی۔ طالب مذکور کے لئے علاوہ جرمانہ مذکور کے میں نے ہر روز مطالعہ نزہۃ البساطین بھی تجویز کیا تھا جس میں ایک ہزار حکایات اولیاء اللہ کی درج ہیں اُن سے بھی علاوہ برکت کے بہت کچھ قوت استحضار اور ہمت کو پہنچتی ہے۔

نیز جامع عرض کرتا ہے کہ حق نے حضرت کی اس تجویز پر استحضار و ہمت کو بوجہ غایت نافع ہونے کے ایک شعر میں محفوظ کر لیا تھا دھو ہذا  
جو گر حضرت نے فرمایا ہے استحضار و ہمت کا  
سراسر نسخہ اکسیر ہے اصلاح امت کا  
بس اب اتمام حجت ہو چکا رَمَاعَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

## تسہیل سالہ الیم فی السم طریق سلوک کے بیان میں

یہ ایک خط کا جواب ہے جس میں ایک صاحب نے یہ پوچھا تھا کہ کوئی ایسا وظیفہ بتلا دیا جائے جس سے خود بخود نیک کام کثرت سے ہونے لگیں کہ اس کی ضرورت نہ رہے کہ نفس پر جبر کیا جائے ایسے ہی گناہ ہونے سے نفس خود بخود بچنے لگے یعنی اس کی ضرورت نہ رہے کہ اس کو روک ٹوک کی جائے۔ اس خط کا جواب یہاں سے حسب ذیل لیا گیا کہ نیکی کرنا اور گناہ کرنا یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جو بندہ کے اختیار میں ہیں ان میں وظیفہ کو کچھ بھی دخل نہیں وظیفہ ایسی جگہ کام دیتا ہے جہاں بندہ

کے اپنے اختیار کو کوئی دخل نہ ہو رہا وظیفہ کے علاوہ اور کوئی طریقہ سوائے باتوں میں جس میں بندہ کے اپنے اختیار کو دخل ہو اس کے سوا اور کچھ طریقہ نہیں کہ اپنے اختیار سے کام لے لے البتہ اپنے اختیار کو آسانی سے کام میں لانے کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ کچھ مجاہدہ کر لے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے نفس کے خلاف پر عمل کرے اگر مثلاً نفس یہ کہتا ہے کہ فلاں کے پاس جانا چاہیے تو نفس کی مخالفت کر کے وہاں نہ جائے۔ اس مجاہدہ پر ہمیشہ عمل کرتے رہنے سے کچھ دنوں بعد آہستہ آہستہ اپنے اختیار پر عمل کرنے کی صلاحیت اور اس میں آسانی اور سہولت پیدا ہو جاتی ہے یہی حاصل ہے تمام سلوک کا میں نے اس جگہ تمام فن سلوک لکھ دیا ہے۔

نوٹ: جب مرید میں یہ صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور آسانی کے ساتھ اپنے اختیار سے عمل پر قادر ہو جاتا ہے تو اس کے بعد شیخ کے صرف دو کام باقی رہ جاتے ہیں (۱) بعض نفس کے امراض جیسے تکبر، عجب، ریا، حرص وغیرہ کا تشخیص کرنا کہ اس شخص میں یہ عیب ہے اور (۲) دوسرے ان امراض کے علاج کے واسطے کچھ مجاہدوں کے طریقے تجویز کرنا جن سے یہ امراض اور عیوب جاتے رہیں؛ واللہ اعلم

## تسہیل سالہ الطم فی السّم!

### اصلاح کی حقیقت کے بیان میں

جو ایک صاحب کو بطور خط کے لکھا گیا تھا اتمام اصلاح کا حاصل یہ ہے کہ ایسے کاموں کے پیچھے نہ پڑے جو اس کے اختیار اور قبضہ میں نہ ہوں اور ایسے کاموں میں مستی نہ کرے جو اس کے اختیار اور قبضہ میں ہوں بلکہ اپنی ہمت سے کام لے اور اگر ہمت کے باوجود کچھ بھی کچھ کوتاہی ہو جائے تو حق تعالیٰ سے معافی چاہے اور آئندہ کے لئے توبہ کرے اور یہ دعا کرے کہ اے اللہ مجھے اس کمی کو پورا کرنے کی توفیق دے اسی کا نام اصلاح ہے۔ فقط

## بعض آداب شیخ از رسالہ آداب الشیخ والمريد

(۱) شیخ کے لئے یہ شرط ہے کہ مرید کو آزاد نہ چھوڑے کہ جہاں چاہے جائے بلکہ جب گھر سے نکلے تو اجازت لے کر نکلے اور جس کام کے لئے جائے شیخ کی اجازت سے جائے۔

شرط (۲) شیخ کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ مرید کو ہر لغزش پر جہاں سے صادر ہو تنبیہ و زجر و توبیخ کرے اور اس میں عفو و مسامحت کو راہ نہ لے اور اگر عفو سے کام لیا تو اس نے مقام (شیخوخت) کا حق ادا نہ کیا جس پر وہ قائم ہے بلکہ وہ ایک بادشاہ ہے جو اپنی رعیت سے خیانت کرتا ہے اور اپنے رب کی حرمت و عظمت پر قائم نہیں۔

شرط (۳) منجملہ شرائط شیخ کے ایک یہ بھی ہے کہ مرید سے عہد لے کہ وہ شیخ سے کوئی خطرہ قلبی یا حال باطنی پوشیدہ نہ رکھے گا اور جب طبیب جرئی بوٹیوں کی صورت و خواص سے واقف نہ ہو اور ترکیب ادویہ کو نہ جانتا ہو تو وہ مریض کے لئے مہلک ہے اس لئے کہ خواص کا علم بغیر صورت پہچاننے کے کافی نہیں دیکھئے اگر کوئی دوا فروش (عطار) مریض کا دشمن ہو اور اس کو ہلاک کرنا چاہتا ہو طبیب اس کے لئے حسب تجویز دوا طلب کرے مگر وہ دوا کی صورت و حقیقت کو پہچانتا نہیں اگر اس وقت عطار اس کو کوئی ایسی چیز دیدے جس سے مریض ہلاک ہو جائے اور طبیب بوجہ نادانیت کے وہی دوا مریض کو پلائے اور مریض ہلاک ہو جائے تو اس کا گناہ عطار اور طبیب دونوں کی گردن پر ہوگا کیونکہ طبیب کا فرض تھا کہ وہ کوئی چیز ایسی نہ پلائے جس کی حقیقت و صورت کو نہ جانتا ہو ایسے شیخ جب کہ صاحب ذوق نہ ہو اور طریق کو محض کتب تصوف دیکھ کر یا لوگوں سے سن سنا کر حاصل کیا اور جاہلیت



ریاست کے لئے مریدوں کی اصلاح و تربیت کرنے بیٹھ گیا تو وہ مرید کے لئے مہلک ہے اس لئے کہ وہ طالب سالک کے مرصروں و مورد اور تغیر حالات کو نہیں سمجھتا اس لئے ضروری ہے کہ شیخ کو انبیاء علیہم السلام کا دین اور اطہار کی تدبیر اور بادشاہوں کی سیاست حاصل ہو اس وقت اس کو استاد کہا جاسکتا ہے اور شیخ پر واجب ہے کہ کسی مرید کو بغیر امتحان و آزمائش کے قبول نہ کرے۔

شرط (۴) اور شیخ کے شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ مرید کے سانس اور حرکت کا محاسبہ کرے اور جتنا اس کو میطیع و متبع دیکھے اس پر اس معاملہ میں شکی کرے کیونکہ یہ راستہ ہی شدت کا ہے اس میں نرمی کو دخل نہیں کیونکہ رخصتیں تو عوام کے لئے ہیں اس لئے کہ وہ تو صرف اس پر قناعت کرتے ہیں کہ ان پر اسلام و ایمان کا نام آجائے اور صرف ان چیزوں کو ادا کرتے رہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کی ہیں اور جو شخص اعلیٰ درجہ کو اور عوام کے مرتبہ سے زیادتی کو طلب کرتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے حاصل کرنے میں سختیاں برداشت کرے۔

شرط (۵) اور شیخ کے شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ شیخ نخت رپیری کی جگہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک اس کو کوئی شیخ (پیر) اس جگہ پر خود نہ بٹھائے یا حق تبارک و تعالیٰ خود اس پر ابھام فرمادیں اور اس کے ساتھ حق تعالیٰ کا یہی معاملہ ہو کہ بلاد اسطہ شیخ کے تربیت کی جاتی ہو۔

شرط (۶) بمخلہ شرائط شیخ کے ایک یہ بھی ہے کہ جب کسی مسئلہ میں کلام کرے اور اس کے مقابلہ میں کوئی جھگڑا کرنے والا کھڑا ہو جائے تو اسے کلام کو قطع کرے اور حجب

---

عہ یہ اس زمانہ کے طالبین کی حالت تھی اب تو فرائض کی مشقت کو بھی جو کہ معتد بہ مشقت بھی نہیں برداشت نہیں کرتے اس میں بھی شیخ کی سیاست کو گراں سمجھتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے فرائض کو صرف ظاہری ارکان اسلام میں ادران میں بھی صرف صورت کے درجہ میں منحصر سمجھ رکھا ہے ۱۲۔ عہ حضرت دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ اس میں شرط یہ ہے کہ اس زمانہ کے مشائخ ظر لقیات اس کو قبول کر لیں ۱۲

تم کسی شیخ کو دیکھو کہ وہ مرید کو آزاد چھوڑے ہوئے ہے اور مرید اس کے مقابلہ  
 یعنی مطالبہ میں ادلہ شرعیہ یا عقلیہ سے استدلال کرتا ہے اور شیخ اس کو زبردستی  
 نہیں کرتا تو سمجھ لو کہ وہ تربیت میں خیانت کر رہا ہے اور شیخ کے لئے ادلیٰ یہ ہے  
 کہ جب وہ کسی مرید کو دیکھے کہ وہ نظریات میں اپنی عقل کا استعمال کرتا ہے اور شیخ  
 نے جو کچھ اس کو بتلایا ہے اس میں شیخ کی رائے کی طرف رجوع نہیں کرتا چاہیے  
 کہ اس کو اپنی مجلس یا خانقاہ سے نکال دے اس لئے کہ وہ دوسرے مریدوں  
 کو بھی خراب کر دے گا اور خود کوئی نلاح نہ پائے گا اس لئے کہ مریدین تو بس اللہ والے  
 ہیں یعنی دلہنوں اور حوروں کی طرح اپنے خیموں میں مقصود میں ہر منظر و مجلس سے  
 اپنی نظر بچانے والے سوا اس منظر کے جس کی طرف ان کا شیخ ان کو لے جا رہا ہے  
 اور شیخ کے ذمہ واجب ہے کہ جب یہ سمجھے کہ کسی مرید کے قلب میں سے اس  
 کی حرمت اور بڑائی نکل گئی تو اس کو اپنی سیاست کے ذریعہ سے اپنے گھر سے  
 نکال دے کیونکہ وہ سب سے بڑا دشمن ہے جیسا کسی شاعرنے کہا ہے ۔

احذر عدوک مرة واحذر صدیقک الف مرة

اپنے دشمن سے ایک مرتبہ ڈر اور دوست سے ہزار مرتبہ ڈر

اس لئے بسا اوقات دوست منقلب ہو کر دشمن بن جاتا ہے تو وہ  
 نقصان پہنچانے کے راستہ زیادہ جانتا ہے اور ایسے شخص کے لئے ظواہر شریعت  
 اور عام طریق عبادت کا اشتغال واجب ہے اور ایسے مرید کے درمیان  
 اور اپنے تمام متعلقین اولاد و اعزہ کے درمیان دروازہ آمد و رفت و میل  
 ملاقات بند رکھے کیونکہ مرید کے لئے کوئی چیز اس شخص کی صحبت سے زیادہ  
 مضر نہیں جو طریق کا قائل یا پابند نہ ہو جیسا کہ یہ بدرہ کردہ مرید ہو گیا  
 شرط ۷، اور شیخ کے آداب لازمہ میں سے یہ بھی ہے کہ جب مرید اس سے

کوئی اپنا خواب بیان کرے یا کوئی کشف و مشاہدہ جو پیش آیا ہو ظاہر کرے تو  
 اس کی حقیقت اس کے سامنے ہرگز ظاہر نہ کرے لیکن اس کو ایسے اعمال بنانا کہ

جس سے اس کی مضرت و حجاب دفع ہو جائے یہ اس وقت ہے جب کہ خواب و کشف کسی امر مضر کے متعلق ہو، یا اس کو اس سے اعلیٰ حال کی طرف متوجہ کرے (اور یہ اس وقت ہے جب کہ خواب اور کشف سے کوئی امر مفید ثابت ہو) اور غرض اس کی یہ ہے کہ مرید کو اپنے اس حال سے بڑائی پیدا نہ ہو جائے نیز تاکہ تفتیش کیفیات کی اس کو عادت نہ ہو جائے جو کہ مضر طریق ہے، اور حجب شیخ مرید کے خواب یا کشف وغیرہ (کی حقیقت) پر کلام کرے تو اس کے حق میں برائی کرے گا کیونکہ مرید کے طلب سے اسی قدر شیخ کی حرمت کم ہو جائے گی جس قدر اس سے کلام میں بے تکلفی کرے گا اور جس قدر حرمت کم ہوگی اسی قدر اس کے اتباع سے انکار پیدا ہوگا اور حجب اتباع اور اخذ تربیت سے انکار پیدا ہوگا تو عمل بھی جاتا ہے گا اور حجب عمل نہ ہے گا حق تعالیٰ اور اس کے درمیان حجاب حائل ہو کر مردود ہو جائے گا اور طریق سے نکل جائے گا پھر اس کی مثال کہتے کی سی ہو جائے گی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے اس سے عافیت طلب کرتے ہیں۔

اللھم آمین

شرط (۸) اور شیخ کی شرائط آداب میں سے یہ بھی ہے کہ مرید کو کسی کے پاس نہ بیٹھنے دے سوائے اُن برادرانِ طریقت کے جو اس کے ساتھ اس کام میں اسی شیخ کے زیرِ حکم جمع ہیں اور اس کو ہدایت کرے کہ وہ نہ کسی سے ملنے جائے اور نہ اس کے پاس کوئی ملنے کے لئے آئے اور کسی سے اچھا یا برا کلام نہ کرے اور جو کچھ اس کو حال پیش آئے یا کرامت ظاہر ہو تو اپنے برادرانِ طریقت میں بھی کسی سے بیان نہ کرے اور اگر شیخ مرید کو ان افعال میں سے کسی فعل کے کرنے پر آزاد چھوڑ دے تو اس کے حق میں بُرائی کرتا ہے۔

شرط (۹) شیخ کے لوازم میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے ہر مرید کے لئے ایک

عہ اور چونکہ اس حقیقت پر کلام کرنا غیر ضروری تھا غیر ضروری کلام سے بے تکلفی برتھ جاتی ہے ۱۲

گوشہ تنہائی مقرر کر دے جو اس کے لئے مخصوص ہو دوسرا کوئی اس میں نہ جاسکے اور شیخ کو چاہیے کہ مریدین کو آپس میں بھی اپنی مجلس کے علاوہ جمع نہ ہونے دے اور جو شیخ اس میں مسامحت کرے وہ مریدین کے حق میں برا کرتا ہے۔

## بعض آداب از آداب المعاشرت

ادب۔ جب کسی کے انتظار میں بیٹھنا ہو ایسے موقع پر اور اس طور سے مت بیٹھو کہ اس شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا انتظار کر رہے ہو اس سے خواہ مخواہ اس کا دل مشوش ہو جاتا ہے اور اس کی یکسوئی میں خلل پڑتا ہے بلکہ اس سے دور اور نگاہ سے پوشیدہ ہو کر بیٹھو۔

ادب۔ بعض آدمی صاف بات نہیں کہتے تکلف کے کنایات کے استعمال کو ادب سمجھتے ہیں اس لئے بعض اوقات مخاطب نہیں سمجھتا یا غلط سمجھتا ہے جس سے فی الحال یا فی المال پریشانی ہوتی ہے بات بہت واضح کہنا چاہیے۔

ادب۔ بعض آدمی بلا ضرورت دوسرے شخص کی پشت کے پیچھے بیٹھ جاتے ہیں اس سے دل الجھتا ہے۔

ادب۔ بعض اوقات بعض خدمت دوسرے سے لینا پسند نہیں ہوتا سو ایسی خدمت پر اصرار نہ کرنا چاہیے کہ خود مخدوم کو تکلیف ہوتی ہے اور یہ بات اس مخدوم کی صریح ممانعت یا قرائن سے معلوم ہو جاتی ہے۔

ادب۔ مشغول آدمی کے پاس بیٹھ کر اس کو مت تکو کہ اس سے دل بٹتا ہے اور دل پر بوجھ معلوم ہوتا ہے بلکہ خود اس کی طرف متوجہ ہو کر بھی مت بیٹھو۔

ادب۔ کسی کا خط جس کے تم مکتوب الیہ نہ ہو مت دیکھو نہ حاضرانہ جیسے بعض آدمی میں دیکھے جاتے ہیں اور نہ غائبانہ۔

۔ ہدیہ کے ادب میں نہ ہے کہ اگر کچھ درخواست کرنی ہو تو ہدیہ نہ دے



اس میں مہدی الیہ کو یا مجبور ہونا پڑتا ہے یا ذلیل۔

ادب<sup>۱۰</sup>۔ خواہ مخواہ بیٹھ کے سچے بیٹھنا سخت بار معلیم ہوتا ہے تعظیم کے لئے ہر نشست و برخاست کے موقع پر اکثر باوجود ضرورت اٹھنے سے مانع ہوتا ہے نہیں چاہیے۔

ادب<sup>۱۱</sup>۔ وظیفہ پڑھتے وقت خاص طور سے قریب بیٹھ کر انتظار کرنا قلب کو متعلق کر کے وظیفہ کو محفل کرتا ہے البتہ اپنی جگہ پر بیٹھا ہے تو کچھ حرج نہیں۔  
ادب<sup>۱۲</sup>۔ بات ہمیشہ صاف اور بے تکلف کہہ دیا کرے تکلف کی تمہید وغیرہ نہ کرے۔

ادب<sup>۱۳</sup>۔ کوئی اپنا بزرگ کسی کام کی فرمائش کرے تو اس کو انجام دے کر اطلاع بھی دینا چاہیے تاکہ اس بزرگ کو انتظار سے انتشار نہ ہو۔

ادب<sup>۱۴</sup>۔ اگر کسی سے ملنے جاؤ وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جائے۔ یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے۔

ادب<sup>۱۵</sup>۔ جب تم سے کوئی کام کو کہے تو اس کو سن کر ہاں نہیں ضرور زبان سے کچھ کہہ دیا کرو کہہنے والے کا دل ایک طرف ہو جائے نہیں تو ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے اور تم نے سنا نہ ہو یا وہ سمجھے کہ تم یہ کام کرو گے اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا آدمی بھروسہ میں رہا۔

ادب<sup>۱۶</sup>۔ کسی کے گھر میں مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو بعض دفعہ چیز ہوتی ہے بے حقیقت مگر وقت کی بات ہے گھر والا اس کو پوری نہیں کر سکتا ناحق اس کو شرمندگی ہوگی۔

ادب<sup>۱۷</sup>۔ جہاں اور آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھ کر کھڑو کو مت ناک مت صاف کرو اگر ضرورت ہو تو ایک کناسے جا کر فراغت کر آؤ۔

ادب<sup>۱۸</sup>۔ کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو جس سے سنے والوں کو گھن پیدا ہو بعضے نازک مزاجوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔

ادب ۱۔ بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں مت کرو جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جائے ناحق دل ٹوٹے گا بلکہ تسلی کی باتیں کرو کہ انشاء اللہ تعالیٰ سب دکھ جاتا رہے گا۔

ادب ۲۔ اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو اور وہ بھی اس جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے ادھر اشارہ مت کرو ناحق اس کو شبہ ہوگا اور یہ حیب ہے کہ شرع سے اس بات کا کرنا درست بھی ہو اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات بھی کرنا گناہ ہوگا۔

ادب ۳۔ بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا نہ ہونے دو اگر دھوبی کے گھر کے دھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن ہی کے کپڑے کو دھو ڈالو۔

ادب ۴۔ آدمیوں کے بیٹھے ہوئے جھاڑومت دلو۔

ادب ۵۔ مہمان کو چاہیے کہ اگر پیٹ بھر جائے تو تھوڑا سا لپٹ روٹی دسترخوان میں ضرور چھوڑے تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا اس سے وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔

ادب ۶۔ راہ میں چارپائی یا پیرھی یا در کوئی برتن اینٹ وغیرہ مت ڈالو۔

ادب ۷۔ بچوں کو منہ میں اچھا لومت اور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت لٹکاؤ شاید گر پڑیں۔

ادب ۸۔ پردہ کی جگہ کسی کے پھوڑا پھنسی ہو تو اس سے مت پوچھو کہ کہاں ہے

ادب ۹۔ گٹھلی جھپکا کسی آدمی کے اوپر سے مت پھینکو۔

ادب ۱۰۔ کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو تو در سے مت پھینکو کہ وہ ہاتھ میں لے لے گا۔

ادب ۱۱۔ جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات میں اس کے گھر کا حال مت پوچھو۔

ادب ۱۲۔ کسی کے غم یا پریشانی یا رکھ بیماری کی کوئی خبر سنو تو قبل سچتہ تحقیق کے

کسی سے نہ کہو خصوصاً اس کے عزیزوں سے۔

ادب<sup>۲۹</sup>۔ دسترخوان پر سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے مت اٹھاؤ۔ دوسرے برتن میں لے آؤ۔

ادب<sup>۳۰</sup>۔ لڑکوں کے سامنے کوئی بے شرمی کی بات مت کہو۔

ادب<sup>۳۱</sup>۔ جس شخص کی نسبت تم کو قرآن سے متیقن یا مظنون ہو کہ تمہارے کہنے کو ہرگز نہ ٹالے گا۔ اس سے کسی ایسی چیز کی فرمائش نہ کرو جو شرعاً واجب نہیں

ادب<sup>۳۲</sup>۔ اگر کسی شخص پر قصداً ناخوش ہونا پڑے یا اتفاقاً ایسا ہو جائے

تو دوسرے وقت اس کا دل خوش کرو اگر تم سے واقعی زیادتی ہو گئی ہے تو

بے تکلف اس سے معذرت کر کے اپنی زیادتی کی معافی مانگ لو عار مت کرو

قیامت میں وہ اور تم برابر ہوں گے

سَمْتٌ بِالْخَيْرِ